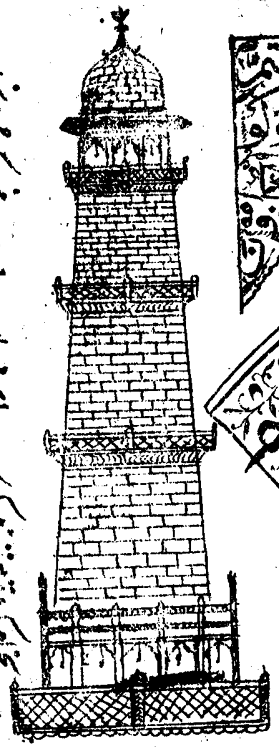


ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم

الحکم

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

عام سے ۵ر
خواص و معاونین سے ۱۰ر
ہندوستان سے باہر ۷ر
غیر مذاہب والوں سے ۱۲ر
اپنے سلسلہ کے غیر مستطیع لوگوں سے ۲ر

جلد ۸ | دار الامان قادیان ۱۵ مارچ ۱۹۰۴ء | نمبر ۱۰

دنیا میں پہلی طرز کا
قرآن کریم

قاعدہ یسرنا القرآن کے ذریعہ جس آسانی اور عمدگی کے ساتھ قرآن کریم کی تعلیم دیجا سکتی ہے وہ اب مخفی نہیں رہا۔ اسی قاعدہ کے دیباچہ میں جس قسم کے قرآن کریم کا اشارہ کیا ہے محض خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسا کرکے یسرنا القرآن کے مصنف کی کتابت سے ہم نے ایک قرآن شریف چھاپنا چاہا ہے جو ڈیمی کا غذ پر ۱۸ × ۲۲ کی تقطیع پر بالفعل بطور نمونہ دو پارے چھاپے ہیں جو لوگ قرآن کریم کی اشاعت کے لیے دل میں جوش رکھتے ہیں اگر وہ اس نیک کام میں ہماری حوصلہ افزائی کرینگے تو اس مشکل کام کا سہل ہوجانا بلحاظ اسباب ممکن ہے اور پھر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو تو سارا قرآن شریف چھپجانا آسان ہے

اس نمونہ دو پاروں کا ہدیہ ۳ر ہے یہ پارے الگ چھپا رہے ہیں۔ تمام درخواستیں دفتر الحکم کے نام آنی چاہییں۔

مژدہ باد

سلک مروارید کا پہلا ایڈیشن ہاتھوں ہاتھ نکل گیا تھا اور قوم نے اس رسالہ کو خاص قدر اور عزت کی نگاہ سے دیکھا اور خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ وہ بہت مفید بھی ثابت ہوا۔ اب اس کا دوسرا ایڈیشن چھپ سکا ہے۔ اس مرتبہ نظر ثانی کے بعد کہیں کہیں مناسب ترمیم بھی کردی ہے۔ مگر وہ پانچسو سے زیادہ نہیں چھپا۔ جو درخواستیں اسکے ختم ہونے پر آئی تھیں ہم نے ان کو محفوظ نہیں رکھا۔ اس لیے جو صاحب جلد درخواستیں بھیجدینگے ان کی تعمیل سب سے پہلے ہوجاویگی ورنہ تیسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔ کتابت اور تقطیع میں بھی تبدیلی ہوگئی ہے۔ قیمت وہی چار آنے فی جلد

تیسرا ایڈیشن چھپ گیا

حضرت اقدس کی ایک تقریر اور مسئلہ وحدۃ الوجود پر خط اس سے پہلے دو مرتبہ چھپ چکا ہے اب تیسری مرتبہ چھپا ہے۔ قیمت وہی ۲ر

صرف دفتر الحکم سے ملیں گی

دفتر الحکم کی موجودہ کتابیں

تفسیر القرآن پ اسم اسکے متعلق کچھ نہیں کہتے قرآن کریم سے محبت رکھنے والے منگوا کر دیکھیں اگر اس سے پہلے اس طرز اور سلسلہ کی کوئی تفسیر انھوں نے پڑھی ہے اور یہ بحث بکی ہے تو بیشک واپس بھیجکر قیمت وصول کرلیں۔ **قیمت** ۴ر

رپورٹ جلسہ سالانہ جس میں ۱۸۹۷ء کے جلسہ کی مکمل رپورٹ ہے جس میں اعلیٰحضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبردست تقریر دلپذیر کے علاوہ بزرگان ملت حضرت حکیم الامۃ اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے اعلیٰ درجہ کے لیکچر بھی شامل ہیں جس میں قرآن کریم کی عظمت و جلال کو حقائق اور معارف کے رنگ میں ظاہر کیا ہے **قیمت** ۱۲ر

الانذار صرف چند جلدیں ملتی ہیں طاعون کے متعلق حضرت حجۃ اللہ کی کارروائی کا مجموعہ اور جلسہ طاعون کی پوری روئداد۔ **قیمت** ۴ر

اصلاح النظر آریوں کے قصہ آدم علیہ السلام پر اعتراض کا لطیف جواب جو حضرت حکیم الامۃ کے ارشاد سے ایڈیٹر الحکم نے لکھا اور آپ کی نظر ثانی کے بعد چھپا اور آریوں کی طرف سے ایک لاجواب ہے **قیمت** ۴ر

تفسیر سورہ تبت - فاضل امروہی کے قلم سے ایک معترض کے جواب میں۔ **قیمت** ۲ر

محمود کی آمین - قیمت ...

حضرت اقدس کی پرانی تحریریں حصہ اول حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آج سے چھبیس برس پیشتر کے مضامین جو مسئلہ الہام پر دیانند کے چیلوں سے خط و کتابت ... سے بحث اور وید اور قرآن کا مقابلہ۔ قیمت ۴ر

سراج الدین عیسائی کے چار سوالوں کا جواب دوسرا ایڈیشن حضرت اقدس کے قلم سے کسر صلیب کے لیے کارگر حربہ۔ عظمت اسلام کے اظہار کا ذریعہ۔ قیمت ۲ر

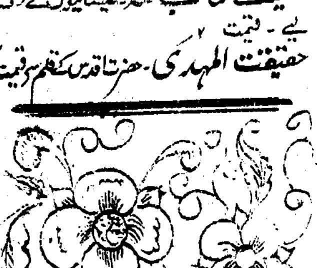
النصح جناب میر حامد شاہ صاحب کی تصنیف منظوم اور ... چند جلدیں باقی ہیں قیمت ۱ر

مباحثہ حیات و وفات مسیح - ثناء اللہ امرتسری سے مباحثہ قیمت ۱ر

اسلام پر لیکچر - ڈاکٹر لائٹنر کا لیکچر قابل دید ہے۔ قیمت ۱ر

حقیقت کتاب اللہ - عیسائیوں کے رد کے لیے۔ قیمت ۲ر

حقیقت المہدی - حضرت اقدس کے قلم سے قیمت ۲ر



کلماتِ طیبات یا ملفوظاتِ احمدیہ

(علیہ السلام والتحیۃ)

گذشتہ اشاعت سے آگے

آدمی دو قسم کے ہوتے ہیں ایک وہ جو خدا تعالیٰ کے ماموروں اور سنت اللہ وں کی بھی اتباع کرنے والے ہوتے ہیں - اس طبقہ اور قسم کے لوگ تو بہت ہی کم ہوتے ہیں - دوسری قسم انسانوں کی وہ ہے جو دنیا کی خواہشوں پر گرے ہوئے ہوتے ہیں - اور خدا تعالیٰ سے بکلی دور اور مہجور ہوتے ہیں ان کے سارے اغراض و مقاصد کا منتہی اور انجام دنیا پر ختم ہو جاتا ہے وہ کبھی خیال بھی نہیں کرتے کہ انکو اس فانی دنیا سے ایک دن قطع تعلق کرنا ہوگا اور مر کر یہ سب کچھ یہاں چھوڑ جانا ہے اور پھر خدا تعالیٰ سے معاملہ ہوگا - وہ دنیا اور اسکے دھندوں میں کچھ ایسے منہمک ہوتے ہیں کہ کچھ اور سوچنا ہی نہیں ... بہت ہی بد قسمت گروہ ہے اور اکثر حصہ ... مبتلا ہے - اور رکھنا چاہیے کہ انبیاء و رسل اور آئمہ کے آنے سے کیا غرض ہوتی ہے - وہ دنیا میں اس لیے نہیں آتے کہ انکو اپنی پوجا کرانی ہوتی ہے وہ تو ایک خدا کی عبادت قائم کرنا چاہتے ہیں اور اسی مطلب کے لیے آتے ہیں - اور اس واسطے کہ لوگ ان کے کامل نمونہ پر عمل کریں اور ان جیسے بننے کی کوشش کریں اور ایسی اتباع کریں کہ گویا وہی ہو جائیں - مگر افسوس ہے کہ بعض لوگ ان کے آنے کے اصل مقصد کو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کو خدا سمجھ لیتے ہیں اس سے وہ آئمہ اور رسل خوش نہیں ہو سکتے کہ لوگ ان کی اس قدر عزت کرتے ہیں بلکہ نہیں وہ اسکو کوئی خوشی کا باعث قرار نہیں دیتے ان کی اصل خوشی اسی میں ہوتی ہے کہ لوگ ان کی اتباع کریں اور جو تعلیم وہ پیش کرتے ہیں کہ سچے خدا کی عبادت کرو اور توحید پر قائم ہو جاؤ اسپر قائم ہوں - چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہی حکم ہوا -

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

یعنی اے رسول ان کو کہدو کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے پیار کرتے ہو تو میری اتباع کرو - اس اتباع کا یہ نتیجہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ تم سے پیار کرے گا -

اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب بننے کا طریق یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع کی جاوے - پس اس بات کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام اور ایسا ہی اور جو خدا تعالیٰ کے راستباز اور صادق بندے ہوتے ہیں وہ دنیا میں ایک نمونہ ہو کر آتے ہیں جو شخص اس نمونہ کے موافق چلنے کی کوشش نہیں کرتا لیکن انکو سجدہ کرنے اور حاجت روا قرار دینے کو تیار ہو جاتا ہے وہ کبھی خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر نہیں ہے - بلکہ وہ دیکھ لیگا کہ مرنے کے بعد وہ امام اس سے بیزار ہوگا - ایسا ہی جو لوگ حضرت علی یا حضرت امام حسین کے درجہ کو بہت بڑھاتے ہیں گویا ان کی پرستش کرتے ہیں وہ امام حسین کے متبعین میں نہیں ہیں اور اس سے امام حسین خوش نہیں ہو سکتے - انبیاء علیہم السلام ہمیشہ پیروی کے لیے نمونہ ہو کر آتے ہیں - اور سچ یہ ہے کہ بدون پیروی کچھ بھی نہیں -

میں ایک دم میں کیا سناؤں جو خیالات سالہا سال کے دل میں بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں وہ دفعۃً دور نہیں ہو سکتے - ہاں اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرے تو وہ قادر ہے کہ فی الفور تبدیلی کر دے - خدا ہی کی توفیق سے پرانے غلط خیالات کو چھوڑنا بہت سہل ہو جاتا ہے -

میں سچ کہتا ہوں کہ میرا دعویٰ جھوٹا نہیں ہے خدا تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے اور اُس کی تائید میرے ساتھ ہے اگر میں اُس کی طرف سے مامور نہ ہوتا تو وہ مجھے ہلاک کر دیتا اور میری ہلاکت ہی میرے کذب کی دلیل ٹھیر جاتی - لیکن آپ دیکھتے ہیں کہ میری تھوڑی مخالفت نہیں ہوئی ہر طرف سے ہر مذہب والے نے میری مخالفت میں حصہ لیا اور بہت بڑا حصہ لیا - ہر قسم کے مشکلات اور روکیں میری راہ میں ڈالی جاتی ہیں اور ڈالی گئی ہیں لیکن خدا تعالیٰ نے مجھے ان مشکلات سے صاف نکالا ہے اور ان روکوں کو دور کرکے وہ ایک جہان کو میری طرف لا رہا ہے اسی وعدہ کے موافق جو براہین احمدیہ میں کیا گیا تھا - اسپر بھی میں کہتا ہوں کہ آپ دیکھیں کہ اگر ان مشکلات کے ہوتے ہوئے بھی میں کامیاب ہو گیا تو میری سچائی میں کیا شبہ باقی رہ سکتا ہے یہ بھی یاد رکھیں کہ یہ مشکلات اور روکیں صرف میری ہی راہ میں نہیں ڈالی گئیں بلکہ شروع سے سنت اللہ اسی طرح پر ہے کہ جب کوئی راستباز اور خدا تعالیٰ کا مامور و مرسل دنیا میں آتا ہے تو اس کی مخالفت کی جاتی ہے اسکی ہنسی کی جاتی ہے ہر قسم قسم کے دکھ دیے جاتے ہیں - مگر آخر وہ غالب آتا ہے اور اللہ تعالیٰ تمام روکوں کو خود اُٹھا دیتا ہے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس قسم کے مشکلات پیش آئے ابن جریر نے ایک نہایت ہی دردناک واقعہ لکھا ہے کہ جب آنحضرت نے نبوۃ کا دعویٰ کیا تو قوم چند اور لوگ بھڑک کر مخالفت کیو اسطے اٹھے انھوں نے یہ تجویز کی کہ ابو طالب کے پاس جاکر شکایت کریں چنانچہ ابو طالب کے پاس یہ لوگ گئے کہ تیرا بھتیجا ہمارے بتوں اور معبودوں کو برا کہتا ہے اسکو روکنا چاہیے چونکہ ایک بڑی جماعت یہ شکایت لیکر گئی تھی اسلیے ابو طالب نے آنحضرت کو بلایا تا کہ ان کے سامنے آپ سے دریافت کریں جہاں یہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے وہ ایک چھوٹا دالان تھا اور ابو طالب کے پاس صرف ایک آدمی کے بیٹھنے کی جگہ باقی تھی - جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ چچا کے پاس بیٹھ جائیں مگر ابو جہل نے یہ دیکھکر کہ آپ یہاں آکر بیٹھیں گے شرارت کی اور اپنی جگہ سے کود کر وہاں جا بیٹھا تاکہ جگہ نہ رہے اور بڑے ملکر ایسی شرارت کی کہ آپ کے بیٹھنے کو کوئی جگہ نہ رکھی آخر آپ دروازہ ہی میں بیٹھ گئے اس دردناک واقعہ سے انکی کیسی شرارت اور کم ظرفی ثابت ہوتی ہے - غرض جب آپ بیٹھ گئے تو ابو طالب نے کہا کہ اے میرے بھتیجے تو جانتا ہے کہ میں نے تجھکو کس واسطے بلایا ہے - مکہ کے رئیس کہتے ہیں کہ تو ان کے معبودوں کو گالیاں دیتا ہے آنحضرت نے فرمایا اے چچا میں تو انکو ایک بات کہتا ہوں کہ اگر تم یہ ایک بات مان لو تو عرب اور عجم سب تمہارا ہو جائے گا - انھوں نے کہا کہ وہ کونسی ایک بات ہے تب آپ نے فرمایا **لا الٰہ الا اللہ** جب انھوں نے یہ کلمہ سنا تو سب کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور بھڑک اُٹھے اور مکان سے نکل گئے اور پھر آپ کی راہ میں بڑی روکیں اور مشکلات ڈالی گئیں + تو یہ کوئی نئی بات نہیں ہے خدا کے راستبازوں اور ماموروں کے مقابلہ میں ہر قسم کی کوششیں انکو کمزور کرنے کے لیے کی جاتی ہیں لیکن خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے وہ ساری کوششیں خاک میں ملجاتی ہیں - ایسے موقع پر بعض شریف الطبع اور سعید لوگ بھی ہوتے ہیں جو کہدیتے ہیں

ان یک کاذبا فعلیہ کذبہ وان یک صادقا یصبکم بعض الذی یعدکم

صادق کا **صدق** خود اُس کے لیے زبردست ثبوت اور دلیل ہوتا ہے اور کاذب کا کذب ہی اسکو ہلاک کر دیتا ہے پس ان لوگوں کو میری مخالفت سے پہلے کم از کم اتنا ہی سوچ لینا چاہیے تھا کہ خدا تعالیٰ کی کتاب میں یہ ایک راہ راست ازلی شناخت کی رکھی ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ یہ لوگ قرآن پڑھتے ہیں مگر ان کے حلق سے نیچے نہیں اترتا - اس کے سوا اللہ تعالیٰ نے مجھے وعدہ دیا ہے وجاعل **الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ** کہ میں تیری جماعت اور تیرے گروہ کو منکروں پر قیامت تک غالب رکھوں گا اور ان میں ترقی اور عروج دوں گا - میں اس بات کا کیونکر انکار کر سکتا ہوں میں بخوبی جانتا ہوں کہ ایک وقت آنیوالا ہے کہ **ملوک** **ملکدار** **تاجر** اور ہر قسم کے معزز لوگ یہی ہوں گے لوگوں کے نزدیک یہ انہونی بات ہے مگر میں یقینا جانتا ہوں یہی ہوگا - وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے - بلکہ مجھے وہ بادشاہ دکھلائے بھی گئے ہیں جو گھوڑوں پر سوار تھے - خوش قسمتی کی بات ہے کہ جو اس سلسلہ میں داخل ہوتا ہے - اب اسوقت کوئی اسکو باور نہیں کر سکتا لیکن میں جانتا ہوں کہ ایسا ہوگا - جب آنحضرتؐ نے کہا تھا کہ دین و دنیا ہمیں ہی آجائیں گے اسوقت کسیکو خیال ہو سکتا تھا کیونکہ اتنے آدمی صرف آپکے ساتھ تھے جو ایک چھوٹے حجرہ میں آجاتے تھے اور لوگ ایسی باتوں کو سنکر اور گھر جا کر استہزا کرتے تھے کہ گھر سے باہر نکلنے کا موقع نہیں ملتا اور یہ دعوے ہیں - آخر سبکو معلوم ہو گیا کہ جو فرمایا تھا وہ سچ تھا - مامور اپنی ابتدائی حالت میں ہلال کی طرح ہوتا ہے ہر ایک شخص اسکو نہیں دیکھ سکتا - لیکن جو تیز نظر ہوتے ہیں وہ دیکھ لیتے ہیں اسی طرح پر سعید الفطرت مومن مامور کو اسکی ابتدائی حالت میں جبکہ وہ ابھی مخفی رہتا ہے شناخت کر لیتے ہیں - آنحضرتؐ نے پہلے ماننے والوں کا نام سابقین رکھا ہے لیکن جب بہت سے مسلمان فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے تو انکا نام صرف ناس رکھا گیا جیسے فرمایا **اذا جاء نصر اللہ والفتح ورأیت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا** - حقیقت یہی ہے کہ جب حق کھلجاتا ہے پھر انکار کی گنجائش نہیں رہتی جیسے جب دن چڑھا ہوتا ہے تو پھر بجز شپرک کے کون انکار کریگا -

اصل بات یہ ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جنپر حق کھل جاتا ہے مگر دنیا کے تعلقات اور مجبوریوں کو اپنا معبود بنا لیتے ہیں اور اس حق سے محروم رہتی ہیں پس ہمیشہ خدا سے دعا مانگنی چاہیے کہ وہ ان ظلمو سے بچاتا رہے اور قبول حق کے لیے کوئی روک اُس کے واسطے نہ ہو -

نواب صاحب - آپ میرے لیے ایمان کی دعا کریں دنیا سے تو آخر ایک دن مرہی جانا ہے -

حضرت اقدس - اچھا میں تو دعا کروں گا مگر آپ کو بھی ان آداب اور شرائط کا لحاظ رکھنا چاہیے جو دعا کے واسطے ضروری ہیں + میرے دعا کرنے سے کیا ہوگا جب آپ توجہ نہ کریں بیمار کو چاہیے کہ طبیب کی ہدایتوں اور پرہیز پر بھی تو عمل کرے پس دعا کرانے کے واسطے ضروری ہے کہ آدمی خود اپنی اصلاح بھی کرے -

مشیر اعلیٰ کیا جناب کو یہ بھی اطلاع دیگئی ہے کہ آپ کی عمر کتنی ہوگی

حضرت اقدس - ہاں عمر کے متعلق مجھے الہاماً بتایا گیا تھا کہ وہ اسّی کے قریب ہوگی اور حال میں ایک رؤیا کے ذریعہ یہ بھی معلوم ہوا کہ ۱۵ سال اور بڑھانے کے واسطے دعا کی ہے

(اسپر حضرت اقدس نے رؤیا سنایا جو پہلے الحکم میں درج ہو چکا - ایڈیٹر -)

مشیر اعلیٰ اب جناب کی عمر کیا ہوگی -

حضرت اقدس ۶۵ یا ۶۶ سال -

جب ایک عقیدہ پرانا ہو جاتا ہے اور دیر سے انسان اُسپر رہتا ہے تو پھر اسے اسکے چھوڑنے میں بڑی مشکلات پیش آتی ہیں وہ اسکے خلاف نہیں سن سکتا بلکہ خلاف سُننے پر وہ خون تک کرنے کو طیار ہو جاتا ہے کیونکہ پرانی عادت طبیعت کے رنگ میں ہو جاتی ہے اسلیے میں جو کچھ کہتا ہوں اسکی مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ایک مجموعی خیال کو یہ لوگ چھوڑنا [illegible] نہیں چاہتے

مشیر اعلیٰ - اصل میں یہ کام جو آپ کر رہے ہیں ہے بھی عظیم الشان

حضرت اقدس - یہ میرا کام نہیں ہے یہ تو **خلافت الٰہی ہے** جو میری مخالفت کرتا ہے وہ میری نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتا ہے + اس وقت مسلمانوں کی اخلاقی اور عملی حالت بہت خراب ہو چکی ہے خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا ہے کہ اس فسق و فجور کی آگ سے ایک جماعت کو بچاوے اور **مخلص اور متقی** گروہ میں شامل کرے۔

یہ انقلاب عظیم الشان جو مسلمانوں کی حالت میں ہونے والا ہے اگر یہ انقلاب ہوا تو سمجھ لو کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے ورنہ جھوٹا ٹھہرے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے ایسا ہی ارادہ کیا ہے اور خدا تعالیٰ کے کام کو کوئی روک نہیں سکتا

مسیح موعود جو نام رکھا ہے اور یکسر الصلیب اسکا کام مقرر فرمایا ہے یہ اسلیے ہے کہ عیسائیت کا زمانہ ہوگا اور عیسائیت نے اسلام کو بہت نقصان پہونچایا ہوگا - چنانچہ اب دیکھ لو کہ تیس لاکھ کے قریب آدمی مرتد ہو چکے ہیں اور پھر ان مرتدین میں - شیخ - سید - مغل - پٹھان - ہر قوم ہر طبقہ کے لوگ ہیں عورتیں بھی ہیں اور مرد بھی ہیں اور بچے بھی ہیں -

کوئی شہر نہیں جہاں ان کی چھاؤنی نہ ہو - اور انہوں نے اپنا سکہ نہ جمایا ہو - یہ چھوٹی سی بات نہیں ہے کہ حقیقی خدا کو چھوڑ کر ایک بناوٹی اور مصنوعی خدا بنا یا جاوے اور اسکی پرستش ہو پھر یہی نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کے سچے نبی اور افضل الرسل پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئیں - آپ کی شان پاک میں ہر قسم کی گستاخیاں اور ہرزہ گوئیاں روا رکھی گئیں جنکو سنکر بدن پر لرزہ پڑ جاتا ہے اور کوئی نیک انسان انکو سن ہی نہیں سکتا -

جب ہم ان باتوں کو برداشت نہیں کر سکتے تو خدا تعالیٰ کی غیرت کب روا رکھ سکتی ہے کہ یہ گالیاں اسی طرح بردی جائیں اور اسلام کی دستگیری اور نصرت نہ ہو -

حالانکہ اس نے آپ وعدہ فرمایا تھا **اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ** - کبھی نہیں ہو سکتا تھا کہ زمانہ کی یہ حالت ہو اور اللہ تعالیٰ باوجود اس وعدہ کے پھر خاموش رہے - بیان [illegible] مفرح عیسائی قرآن شریف کی بیانتک بے ادبی کرتے ہیں کہ اس کے ساتھ استہزا کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قسم قسم کے افترا باندھتے ہیں اور گالیاں دیتے ہیں - اور وہ لوگ ان میں زیادہ ہیں جنھوں نے مسلمانوں کے گھروں میں جنم لیا اور مسلمانوں کے گھروں میں پرورش پائی اور پھر مرتد ہو کر اسلام کی پاک تعلیم پر ٹھٹھا کرنا اپنا شیوہ بنا لیا ہے - یہ حالت بیرونی خود اسلام کی ہو رہی ہے اور ہر طرف سے اس پر تیر اندازی ہو رہی ہے

ایڈیٹر - **ولنعم ما قیل**

تیر بر معصوم مبار دخبیث بد گہر
آسمانرا می سزد گر سنگ بارد بر زمیں
ایں زمانے آنچناں آمد کہ ہمراں الجول
از سفاہت میکند تکذیب ایں دین متیں

تو کیا یہ وقت خدا تعالیٰ کی غیرت کو جو وہ اپنے پاک رسول کیلیے (صلی اللہ علیہ وسلم) رکھتا ہے جوش میں لانے والا نہ تھا؟ اُنکی غیرت نے جوش مارا اور

مجھے مامور کیا اس وعدہ کے موافق جو اُسنے اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ میں کیا تھا

(باقی آئندہ)

نصیحت بعد البیعت

۲ مارچ ۱۹۰۴ء کی شام کو اعلیحضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک پر چند احباب نے بیعت کی - جسپر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی - ایڈیٹر -

عمل و استقلال مطلوب ہے

تم لوگوں نے اسوقت جو بیعت کی ہے اس کا زبان سے کہہ دینا اور اقرار کر لینا تو بہت ہی آسان ہے مگر اس اقرار بیعت کا نباہنا اور اسپر عمل کرنا بہت ہی مشکل ہے کیونکہ نفس اور شیطان انسان کو دین سے لاپرواہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ دنیا اور اسکے فوائد کو آسان اور قریب دکھلاتے ہیں لیکن قیامت کے معاملہ کو دور دکھاتا ہے جس سے انسان سخت دل ہو جاتا ہے اور پچھلا حال پہلے سے بدتر بن جاتا ہے - اسلیے یہ بہت ہی ضروری امر ہے کہ اگر خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے تو جہاں تک کوشش ہو سکے ساری ہمت اور توجہ سے اس اقرار کو نباہنا چاہیے - اور گناہوں سے بچنے کے لیے کوشش کرتے رہو -

گناہ کیا ہے

گناہ کیا چیز ہے اللہ تعالیٰ کے خلاف مرضی کرنا - اور ان ہدایتوں کو جو اپنے پیغمبروں خصوصاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت دی ہیں توڑنا اور دلیری سے ان ہدایتوں کی مخالفت کرنا یہ گناہ ہے - جبکہ ایک بندہ کو خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کا علم دیا جاوے اور اُسکو سمجھا دیا جاوے پھر اگر وہ ان ہدایتوں کو توڑتا اور شوخی اور شرارت سے گناہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوتا ہے اور اس ناراضگی کا یہی نتیجہ نہیں ہوتا کہ وہ مرنے کے بعد دوزخ میں پڑیگا بلکہ اسی دنیا میں بھی اسکو طرح طرح کے عذاب آتے اور ذلت اُٹھانی پڑتی ہے - دنیاوی حکام کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ایک قانون مشتہر کر دیتے ہیں اور پھر اگر کوئی ان کے احکام کو توڑتا اور خلاف ورزی کرتا ہے تو پکڑا جاتا اور سزا پاتا ہے لیکن دنیوی حکام کے عذاب سے اور اُن کے قوانین وا حکام کی خلاف ورزی کی سزا سے آدمی کسی دوسری عملداری میں بھاگ جانے سے بچ بھی سکتا ہے اور اسطرح بچا ہوا سکتا ہے مثلاً اگر انگریزی عملداری میں کوئی خلاف ورزی کی ہے تو وہ فرانس یا کابل کی عملداری میں بھاگ جانے سے بچ سکتا ہے - لیکن خدا تعالیٰ کے احکام و ہدایات کی خلاف ورزی کر کے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے؟ کیونکہ یہ زمین و آسمان جو نظر آتا ہے یہ تو اُسی کا ہے - اور کوئی اور زمین و آسمان کسی اور کا کہیں نہیں ہے جہاں تمکو پناہ ملجاوے - اسواسطے یہ بہت ضروری امر ہے کہ انسان ہمیشہ خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اسکی ہدایتوں کے توڑنے یا گناہ کرنے پر دلیر نہ ہو کیونکہ گناہ بہت ہی بری شے ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اور گناہ پر دلیری کرتا ہے تو پھر عادت اللہ اسطرح پر جاری ہے کہ اس جراءت و دلیری پر خدا تعالیٰ کا غضب آتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔

دکھ کی دو قسمیں

دنیا میں دو قسم کے دکھ ہوتے ہیں بعض دکھ اس قسم کے ہوتے ہیں کہ ان میں تسلی دیجاتی ہے اور صبر کی توفیق ملتی ہے - فرشتے سکینت کے ساتھ اُترتے ہیں اس قسم کے دکھ نبیوں اور راستبازوں کو بھی ملتے ہیں اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور ابتلا آتے ہیں جیسا کہ اس نے وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ الآیہ میں فرمایا ہے - ان دکھوں کا انجام راحت ہوتا ہے اور درمیان میں بھی تکلیف نہیں ہوتی کیونکہ خدا کی طرف سے صبر اور سکینت انکو دیجاتی ہے - مگر دوسری قسم دکھ کی وہ ہے جس میں یہ ہے کہ دکھ ہوتا ہے بلکہ اس میں صبر و ثبات کھویا جاتا ہے اس میں نہ انسان مرتا ہے نہ جیتا ہے اور سخت مصیبت اور بلا میں ہوتا ہے یہ شامت اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے جسکی طرف اس آیت میں اشارہ ہے مَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ اور اس قسم کے دکھوں سے بچنے کا یہی طریق اور علاج ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہے کیونکہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے اور اس زندگی میں شیطان اس کی تاک میں لگا رہتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ اسکو خدا سے دور پھینک دے اور نفس اسکو دھوکا دیتا رہتا ہے کہ ابھی بہت عرصہ تک زندہ رہنا ہے - لیکن یہ بڑی بھاری غلطی ہے اگر انسان اس دھوکے میں آکر خدا تعالیٰ سے دور جا پڑے اور نیکیوں سے دستکش ہو جاوے - موت ہر وقت قریب ہے - اور یہی زندگی دار العمل ہے مرنے کے ساتھ ہی عمل کا دروازہ بند ہو جاتا ہے - اور جسوقت یہ زندگی کے دم پورے ہو گئے پھر کوئی قدرت اور توفیق کسی عمل کی نہیں ملتی - خواہ تم کتنی ہی کوشش کرو مگر خدا تعالیٰ کو راضی کرنے کے واسطے کوئی عمل نہیں کر سکو گے - اور ان گناہوں کی تلافی کا وقت جاتا رہیگا - اور اس بدعملی کا نتیجہ آخر بھگتنا پڑے گا۔

کون خوش قسمت ہے

خوش قسمت وہ شخص نہیں ہے جسکو دنیا کی دولت ملے اور وہ اس دولت کے ذریعہ ہزاروں آفتوں اور مصیبتوں کا مورد بنجاوے - بلکہ خوش قسمت وہ ہے جسکو ایمان کی دولت ملے اور وہ خدا کی ناراضگی اور غضب سے ڈرتا رہے اور ہمیشہ اپنے آپکو نفس اور شیطان کے حملوں سے بچاتا رہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رضا کو وہ اسطرح پر حاصل کریگا - مگر یاد رکھو کہ یہ بات یونہی حاصل نہیں ہو سکتی اسکے لیے ضروری ہے کہ تم نمازوں میں دعائیں کرو - کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو جاوے اور وہ تمھیں توفیق اور قوت عطا فرماوے کہ تم گناہ آلود زندگی سے بچ جاؤ - کیونکہ گناہوں سے بچنا اسوقت تک ممکن نہیں جبتک اُسکی توفیق شامل حال نہ ہو اور اُسکا فضل عطا نہ ہو - اور یہ توفیق اور فضل دعا سے ملتا ہے - اس واسطے نمازوں میں دعا کرتے رہو کہ اے اللہ ہمکو ان تمام کاموں سے جو گناہ کہلاتے ہیں اور جو تیری مرضی اور ہدایت کے خلاف ہیں بچا اور ہر قسم کے دکھ اور مصیبت اور بلا سے جو ان گناہوں کا نتیجہ ہے بچا اور سچے ایمان پر قائم رکھ آمین - کیونکہ انسان جس چیز کی تلاش کرتا ہے وہ اُسکو ملتی ہے اور جس سے لاپرواہی کرتا ہے اس سے محروم رہتا ہے جوئندہ یابندہ مثل مشہور ہے مگر جو گناہ کی فکر نہیں کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے نہیں ڈرتے ہیں وہ پاک نہیں ہو سکتے گناہوں سے وہی پاک ہوتے ہیں جنکو یہ فکر لگی رہتی ہے -

[illegible] گناہوں سے بچنے کا طریق

بہت سے آدمی اس دنیا میں ایسے ہیں کہ انکی زندگی ایک اندھے آدمی کی سی ہے کیونکہ وہ اس بات پر کوئی اطلاع ہی نہیں رکھتے کہ وہ گناہ کرتے ہیں یا گناہ سے بچتے ہیں عوام تو عوام بہت سے عالموں فاضلوں کو بھی پتہ نہیں لگتا کہ وہ گناہ کر رہے ہیں حالانکہ وہ بعض گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور کرتے رہتے ہیں گناہوں کا علم جب تک نہ ہو اور پھر انسان اُن سے بچنے کی فکر نہ کرے تو اس زندگی سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے اور نہ دوسرے ان کو خواہ سو برس کی عمر بھی کیوں نہ ہو جاوے - لیکن جب انسان گناہ پر اطلاع پا لے اور اُن سے بچے تو وہ زندگی مفید زندگی ہوتی ہے مگر یہ ممکن نہیں ہے جبتک انسان محاسبہ نہ کرے اپنے حالات اور اخلاق کو ٹٹولتا رہے کیونکہ بہت سے گناہ اخلاقی ہوتے ہیں جیسے غصہ - غضب - کینہ جوش - ریا - تکبر - حسد - عجب - یہ سب بداخلاقیاں ہیں جو انسان کو جہنم تک پہونچا دیتی ہیں انھیں میں سے ایک گناہ جس کا نام تکبر ہے شیطان نے کیا تھا یہ بھی ایک بدخلقی ہی تھی جیسے لکھا ہے اَبٰی وَاسْتَكْبَرَ اور پھر اسکا نتیجہ کیا ہوا وہ مردود خلائق ٹھہرا اور ہمیشہ کے لیے لعنتی ہوا - مگر یاد رکھو کہ یہ تکبر صرف شیطان ہی میں نہیں ہے بلکہ بہت سے ہیں جو اپنے غریب بھائیوں پر تکبر کرتے ہیں اور اسطرح پر بہت سی نیکیوں سے محروم رہ جاتے ہیں اور یہ تکبر کئی طرح پر ہوتا ہے کبھی دولت کے سبب سے کبھی علم کے سبب سے اور کبھی حسن کے سبب سے کبھی نسب کے سبب سے غرض مختلف صورتوں سے تکبر کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ وہی محرومی ہے - اور اسی طرح پر بہت سے بد خلق ہوتے ہیں جن کا انسان کو کوئی علم نہیں ہوتا - اسلیے کہ وہ کبھی اپنے پر غور نہیں کرتا اور نہ فکر کرتا ہے -

باقی صفحہ ۱۰ پر دیکھو

حضرت حکیم الامت کا وعظ

جلسۂ الوداع کی تقریب پر

گذشتہ اشاعت سے آگے

دنیا و [illegible] علوم [illegible] کی تحصیل کے لیے غور کرو کہ [illegible] شروع کرنے کے [illegible] کی ڈگری [illegible] اور ان مقابلہ ڈالیاں [illegible] دوسرے اخراجات ضروریہ خرید کتب وغیرہ میں کسقدر محنت وقت اور روپیہ صرف ہوتا ہے اور ہم کرتے ہیں مگر اسکے بالمقابل قرآن کریم کو اپنا دستور العمل بنانے کے واسطے ہم اسکے پڑھنے اور سمجھنے کے واسطے کس قدر محنت اور کوشش اور روپیہ ہم نے خرچ کیا ہے اس کا جواب یہی ہوگا کہ کچھ بھی نہیں اگر اس کے واسطے ہم عشر عشیر بھی خرچ کرتے تو خدا تعالیٰ کے فضل و رحمت کے دروازے ہم پر کھل جاتے مسلمانوں کے افلاس انکی تنگدستی اور قلاشی کے اسباب پر [illegible] دن انجمنوں اور کانفرنسوں میں بحث ہوتی اور بڑے بڑے لیکچرار اپنی طلاقت لسانی سے [illegible] افلاس [illegible] اسباب بیان کرتے ہیں [illegible] لیکچروں کا پڑھا ہے اور مسلمانوں کے افلاس کے اسباب پر بھی [illegible] ہے

ان تمام ریفارمروں اور لیکچراروں کا آج پر اتفاق ہوتا ہے کہ چونکہ مسلمانوں میں ہائی ایجوکیشن نہیں ہے اس لیے [illegible] سے حاصل کرنے سے قاصر [illegible] اور [illegible] باعث ہے [illegible] ہائی ایجوکیشن کے اندر [illegible] مال کو [illegible] دیئے جاتے ہیں +

مسلمانوں کے افلاس کی [illegible]

لیکن میں جب ان لیکچروں کو پڑھتا ہوں تو میری حیرت اور بھی بڑھ جاتی ہے + کہ یہ مسلمانوں کو اور بھی مفلس بنانے کی ایک تدبیر ہے - میں ہائی ایجوکیشن کا مخالف نہیں ہوں مگر مجھے افسوس اس بات سے آتا ہے کہ مسلمانوں کو الٹی راہ پر ڈالا جاتا ہے خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کے افلاس کی یہ وجہ نہیں بتائی قرآن شریف نے صاف فیصلہ کیا ہے -

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا [illegible]

سورۃ [illegible]

اور جب اسکے سبب [illegible] اپنے [illegible] ان تنگ ہوگی اور ہم [illegible] اٹھانا پڑیگا -

[illegible] دنیا افلاس کی [illegible] ہے [illegible] بالآخر [illegible] جب قرآن کریم اور ذکر اللہ [illegible] کا نتیجہ خدا تعالیٰ کے وعدہ کے موافق ضنک [illegible] ہوگا - پس اب [illegible] اور [illegible] اسباب افلاس پر [illegible] نہیں - ہائی ایجوکیشن کا ہونا وجہ افلاس ہوگا [illegible] باعث [illegible] [illegible] کوشش [illegible] دنیا کی [illegible] کیونکہ [illegible] اور [illegible] اپنے [illegible] قرآن [illegible] خرچ کیا ہے [illegible] پڑھا کر [illegible] یہ جواب دیا ہے کہ [illegible] کہ قرآن شریف کے لیے لوگ [illegible] ایک [illegible] بھی خرچ کرنا ہم چاہتے - اور دوسری طرف [illegible] ناولوں اور افسانوں کے خریدنے میں صدہا روپیہ بھی خرچ کر دیں تو مضائقہ نہیں آہ!

یا لیت قومی یعلمون!!!

غرض [illegible] انسان کو [illegible] قرآن کریم کی تعلیم [illegible] اور [illegible] غافل [illegible] ایک [illegible] قرآن [illegible] [illegible] وقت [illegible] خدا کا [illegible] ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم قرآن کی تعلیم [illegible] اور [illegible] حاصل کرنے [illegible] اپنی قوم میں [illegible] تبلیغ کرے [illegible] میں دیکھتا ہوں کہ [illegible] بنایا ہے [illegible] علیہ الصلوٰۃ والسلام کی [illegible] + غرض ایک [illegible] موقع ہے [illegible] راستباز اور مامور کے حضور [illegible] اصلاح [illegible] کے پاک نمونہ اور پاک صحبت سے [illegible] حاصل کرتا ہے اور عملی طور پر قرآن

+ نوٹ [illegible] مدرسہ تعلیم الاسلام کو کالج کر [illegible] امداد [illegible] قوم کی توجہ کا [illegible] زیادہ [illegible] - ایڈیٹر

[illegible] سے آگاہی پاتا ہے اور [illegible] کر بھوک پیاس یا اور [illegible] ابتلا [illegible] مقابلہ کرنے کے قابل ہو جاتا ہے [illegible]

يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ مِّنَ الْكُفَّارِ وَلْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً وَّاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

[illegible] کا [illegible] کہ جو لوگ [illegible] فرمایا ہے [illegible] مقابلہ کرے - پہلا کافر [illegible] نفس ہے نفس پیدا ہوتا ہے [illegible] کی ہدایت [illegible] کرتا ہے اور [illegible] [illegible] ہے جو خدا سے دور پھینک [illegible] جنہیں شیطان کا تسلط [illegible] اور [illegible] مقابلہ جو اپنے نفس [illegible] اسکے جذبات سے بچتا رہے [illegible] کو [illegible] کرے پھر وہ لوگ [illegible] کسی قسم کا تعلق رکھتے ہیں [illegible] سے کوئی تعلق یا رشتہ محبت کا [illegible] مثلاً برادری یا قوم [illegible] وہ برادری [illegible] رسم و رواج کے ماتحت [illegible] وہ کرنا چاہتے ہیں [illegible] خدا تعالیٰ [illegible] اسکے مخالف ہے [illegible] وہ اسکا مقابلہ کرے [illegible] کوئی اثر اسکو خدا سے دور [illegible] - پھر غیر قوم [illegible] کسی [illegible] اثر کے ذریعہ اسکو خدا سے دور کرنا چاہے تو یہ اپنی ایمانی قوت [illegible] مقابلہ کرے کہ [illegible] منکر کا اثر کوئی [illegible] چیز پر جونک کام [illegible] خدا تعالیٰ کے ایمان اور محبت [illegible] حکمت و [illegible] اور رضا کی [illegible] کوئی کام نہ کر سکے - غلظۃ کو [illegible] جگہ [illegible] کہ مومن [illegible] کسی بات [illegible] انسان کی [illegible] ہوتی ہے [illegible] علم و دولت - جمعیت [illegible] [illegible] شیطان [illegible] [illegible] حقیقت [illegible] مگر [illegible] فخر کا کام نہیں دے سکتے اصل بات جو انسان کو ہر حالت میں بچاتی اور اسکا ساتھ دیتی ہے وہ ایک ہی ہے جسکو تقویٰ کہتے ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے -

اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

اللہ تعالیٰ کی معیت بڑی نعمت اور دولت ہے اور مبارک ہے وہ جسکو یہ نعمت ملے لیکن اسکے حاصل کرنیکی ایک ہی راہ ہے کہ انسان متقی بنجاوے ہمارے ہادی کامل صلی اللہ علیہ وسلم جب غار میں تشریف لے گئے اور کفار آپکی تلاش میں وہاں تک پہنچے تو جناب صدیق نے عرض کیا آپ نے کیا فرمایا اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا اللہ ہمارے ساتھ ہے موسیٰ کی قوم جب فرعون کے لشکر اور دریا کے نظارہ کو دیکھکر گھبرائی

اور [illegible] دل [illegible] کی [illegible] تو موسیٰ نے کیا کہتے ہیں کَلَّا اِنَّ مَعِيَ رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے وہ بامراد کریگا - غرض خدا کی معیت تقویٰ سے ملتی ہے جس کے ذریعہ انسان دشمنوں پر فتحمند ہوتا ہے متقی کا خود معلم ہوتا ہے اسکے لیے من حیث لا یحتسب رزق دیا جاتا ہے متقی خدا کا محبوب اور ولی ہوتا ہے متقی کی دعائیں قبول ہوتی ہیں - پس ضرورت ہے اس امر کی کہ تم متقی بنو - اپنے ایمان کا تجربہ کرو - اور کوئی ذرا سا کھوٹ [illegible] اس میں پاؤ تو اسکو نکالنے کی کوشش کرو - کیونکہ تم جانتے ہو اگر بہت سارے دودھ میں ایک قطرہ بھی پیشاب کا ڈالدیا جاوے وہ سارا نجس ہو جاتا ہے - اس لیے اگر کوئی ذرا سی کمزوری اور غلطی بھی محسوس کرو تو اسکے چھوڑنے کی فکر کرو - ہر روز اپنی کمزوری کا مقابلہ کرو + راست بازی کا ساتھ دو - کوئی شاخ جو درخت سے الگ ہو جاتی ہے وہ پھلدار نہیں ہو سکتی جب تک درخت کے ساتھ پیوند نہ ہو گویا وہ اسی کا ایک حصہ یا جزو ہے - جب خدا کا مامور کسی کام کے لیے حکم دے تو پھر بھوک پیاس اور خرچ کا خیال مت کرو - تمہارے کام اس خدا کے لیے ہوں جو غفور - قدیر - اور علیم خدا ہے - وہ کسی کے اجر کو ضائع نہیں کرتا - قرآن پڑھو مگر دستور العمل کے واسطے پڑھو اور قرآن چونکہ اللہ تعالیٰ کی صفت رحمانیت کے تقاضا سے آیا ہے اس لیے وہاں آتا ہے جہاں کوئی عبد الرحمٰن ہو - اسکے پاس رہو تا کہ اسکے اپنے اطوار نشست و برخاست سے تم خدا تعالیٰ کے کلام کو سیکھو وہ اپنے طرز عمل سے اسقدر سکھا دیگا جو برسوں میں بھی حاصل نہ ہو - پھر اپنی قوم کے لیے منذر بنو اسکو جاکر تبلیغ کرو - نذیر و بشیر ہو کر جاؤ + اور ان سب باتوں کے لیے آخر ایک ہی طریق ہے کہ خدا تعالیٰ سے توفیق چاہو - اللہ تعالیٰ مجھے اور تم سب کو جو یہاں موجود ہیں اور انکو جو یہاں یا تو کسی اور ذریعہ سے سنیں اعمال صالحہ کی توفیق دے -

آمین -

حضرت حکیم الامت کا یہ وعظ ختم ہو گیا ۱۲ / نومبر ۱۹۰۳ء کو بعد نماز ظہر جو وعظ آپ نے فرمایا وہ الحکم کی آئندہ اشاعت سے انشاء اللہ تعالیٰ شروع کیا جائیگا - ایڈیٹر

+ نوٹ خوش قسمتی سے [illegible] کو [illegible] ہم [illegible] اتفاق [illegible] مسلمانوں کے

۴ اسباب [illegible] حکیم الامت [illegible] ان قومی اتخذوا هذا القرآن مهجورا اسکا مفہوم یہ تھا کہ مسلمانوں کے تنزل کا اصل باعث ہجر قرآن کریم ہے - ایڈیٹر

بقیہ مضمون صفحہ ۳

بد اخلاقیوں میں سے ایک **غصہ** بھی ہے جب انسان اس بد اخلاقی میں مبتلا ہوتا ہے تو وہ دیکھے کہ اس کی نوبت کہاں تک پہونچ جاتی ہے وہ ایک دیوانہ کی طرح ہوتا ہے۔ اس وقت جو اس کے منہ میں آتا ہے کہہ گذرتا ہے اور گالی وغیرہ کی کوئی پرواہ نہیں کرتا۔ اب دیکھو کہ اس ایک بد اخلاقی کے نتائج کیسے خطرناک ہو جاتے ہیں۔ پھر ایسا ہی ایک **حسد** ہے کہ انسان کسی کی حالت یا مال و دولت کو دیکھکر کڑھتا اور جلتا ہے اور چاہتا ہے کہ یہ اسکے پاس نہ رہے اس سے بجز اس کے کہ وہ اپنی اخلاقی قوتوں کا خون کرتا ہے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ پھر ایک بد اخلاقی **بخل** کی ہے باوجودیکہ خدا تعالیٰ نے اسکو مقدرت دی ہے مگر یہ انسانوں پر رحم نہیں کرتا۔ ہمسایہ خواہ ننگا ہو بھوکا ہو مگر اسکو اسپر رحم نہیں آتا۔ مسلمانوں کے حقوق کی پرواہ نہیں کرتا وہ بجز اس کے کہ دنیا میں مال و دولت جمع کرتا رہے اور کوئی کام دوسروں کی ہمدردی اور آرام کے لیے نہیں رکھتا۔ حالانکہ اگر وہ چاہتا اور کوشش کرتا تو اپنے قوی اور دولت سے دوسروں کو فائدہ پہونچا سکتا تھا مگر وہ اس بات کی فکر نہیں کرتا غرضیکہ طرح طرح کے گناہ ہیں جن سے بچنا ضروری ہے۔ یہ تو موٹے موٹے گناہ ہیں جنکو گناہ ہی نہیں سمجھتا۔ پھر زنا۔ چوری۔ خون وغیرہ بھی بڑے بڑے گناہ ہیں۔ اور ہر قسم کے گناہوں سے بچنا چاہیے۔

گناہوں سے بچنا یہ تو ادنیٰ سی بات ہے اسلیے انسان کو چاہیے کہ گناہوں سے بچکر نیکی کرے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کرے ✦ جب وہ گناہوں سے بچے گا اور خدا کی عبادت کرے گا تو اسکا دل برکت سے بھر جائے گا۔ اور یہی انسان کی زندگی کا مقصد ہے۔ دیکھو اگر کسی کپڑے کو پاخانہ لگا ہو تو اس کو صرف دھو لینا ہی کوئی خوبی نہیں ہے بلکہ اسے چاہیے کہ پہلے اسے خوب صابن سے ہی دھو کر صاف کرے اور میل نکالکر اسے سفید کرے اور پھر اسکو خوشبو لگا کر معطر کرے تاکہ جو کوئی اسے دیکھے خوش ہو۔ اسیطرح پر انسان کے دل کا حال ہے وہ گناہوں کی گندگی سے ناپاک ہوتا ہے اور گھنونا اور متعفن ہو جاتا ہے پس پہلے تو چاہیے کہ گناہ کے چرک کو توبہ و استغفار سے دھو ڈالے اور خدا تعالیٰ سے توفیق مانگے کہ گناہوں سے بچتا رہے۔ پھر اس کے بجائے **ذکر الٰہی** کر بار بار اور اس سے اسکو بھر ڈالے۔ اسطرح پر سلوک کامل ہو جاتا ہے اور تصوف اسی کی یہی مثال ہے کہ کپڑے سے صرف گندگی کو دھو ڈالا ہے۔ لیکن جبتک یہ حالت نہ ہو کہ دل کو ہر قسم کے اخلاق رذیلہ و رذیلہ سے صاف کرکے خدا کی یاد کا عطر لگا دے اور اندر سے خوشبو آوے اسوقت تک خدا تعالیٰ کا شکوہ نہیں کرنا چاہیے لیکن جب اپنی حالت اس قسم کی بنا لیتا ہے تو پھر شکوہ کا کوئی محل اور مقام ہی نہیں رہتا۔

آجکل وبائی دن ہیں اس لیے لاپرواہ نہیں ہونا چاہیے بعیت تبدیلی کرنی چاہیے۔ بہت سے آدمی اعتراض کر دیتے ہیں کہ فلاں شخص نے بیعت کی تھی وہ مر گیا۔ مگر یہ اعتراض فضول ہے۔ کیا وہ نہیں جانتے کہ صحابہ بھی جنگوں میں شریک ہو کر شہید ہو جاتے تھے حالانکہ وہی جنگ مخالفوں کے لیے بطور عذاب تھی۔ لیکن اس سے یہ نہیں سمجھ لینا چاہیے کہ بیعت کے بعد اعمال کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ بیعت کے بعد حجت پوری ہو جاتی ہے پھر اگر اپنی اصلاح اور تبدیلی نہیں کرتا تو سخت جوابدہ ہے۔ پس ضرورت اس بات کی ہے کہ سچے مسلمان بنو تاکہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں تمھاری کوئی قدر و قیمت ہو۔ جس چیز کا سا مفید ہوتی ہے اسی کی قدر کیجاتی ہے دیکھو اگر تمھارے پاس ایک دودھ دینے والی بکری ہو جس سے تمھارے بیوی بچے پرورش پاتے ہوں تو تم کبھی اسکو ذبح کرنے کے لیے طیار نہیں ہو جاتے لیکن اگر وہ کچھ بھی دودھ نہ دے بلکہ نری چارہ دانہ کی چٹی ہو تو تم فوراً اسکو ذبح کر لوگے۔ اسی طرح پر جو آدمی اللہ تعالیٰ کا سچا فرمانبردار نیک کام کرنے والا اور دوسروں کو نفع پہونچانے والا نہ ہو اسوقت تک خدا تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا بلکہ وہ اس بکری کی طرح ذبح کے لائق ہوتا ہے جو دودھ نہیں دیتی ہے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ تم اپنے آپ کو مفید ثابت کر دو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے بندوں کو نفع پہونچاؤ۔

عمل کی ضرورت ہے

انسان سمجھتا ہے کہ نرا زبان سے کلمہ پڑھ لینا ہی کافی ہے یا نرا استغفر اللہ کہہ دینا ہی کافی ہے مگر یاد رکھو زبانی لاف گزاف کافی نہیں ہے۔ خواہ انسان زبان سے ہزار مرتبہ استغفر اللہ کہے یا سو مرتبہ ہر روز تسبیح پڑھے اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا کیونکہ خدا نے انسان کو انسان بنایا ہے **طوطہ** نہیں بنایا یہ طوطہ کا کام ہے کہ وہ زبان سے تکرار کرتا رہے اور سمجھے خاک بھی نہیں انسان کا کام تو یہ ہے کہ جو کچھ منہ سے کہتا ہے اسکو سوچکر کہے اور پھر اس کے موافق عملدرآمد بھی کرے۔ لیکن اگر طوطہ کیطرح بولتا جاتا ہے تو یاد رکھو نری زبان سے کوئی برکت نہیں ہے جبتک دل اسکے ساتھ نہ ہو اور اس کے موافق اعمال نہ ہوں وہ نری باتیں سمجھی جائیں گی جن میں کوئی خوبی اور برکت نہیں کیونکہ وہ نرا قول ہے خواہ قرآن شریف اور استغفار ہی کیوں نہ پڑھتا ہو۔ خدا تعالیٰ اعمال چاہتا ہے اس لیے بار بار یہی حکم دیا کہ اعمال صالحہ کرو جب تک یہ نہ ہو خدا کے نزدیک نہیں جا سکتے بعض نادان کہتے ہیں کہ آج ہمنے دن بھر میں قرآن ختم کر لیا ہے لیکن کوئی ان سے پوچھے کہ اس سے کیا فائدہ ہوا؟ نری زبان سے تمنے کام لیا مگر باقی اعضا کو بالکل بیکار چھوڑ دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تمام اعضا اس لیے بنائے ہیں کہ ان سے کام لیا جاوے یہی وجہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ بعض لوگ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور قرآن ان پر لعنت کرتا ہے کیونکہ ان کی تلاوت نرا قول ہی قول ہوتا ہے اور اسپر عمل نہیں ہوتا۔

جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کے موافق اپنا چال چلن نہیں بناتا ہے وہ ہنسی کرتا ہے۔ کیونکہ پڑھ لینا ہی اللہ تعالیٰ کا منشا نہیں وہ تو عمل چاہتا ہے۔ اگر کوئی ہر روز تعزیرات ہند کی تلاوت تو کرتا رہے مگر ان قوانین کی پابندی نہ کرے بلکہ ان جرائم کو کرتا رہے اور رشوت وغیرہ لیتا رہے تو ایسا شخص جسوقت پکڑا جاوے گا تو کیا اس کا یہ عذر قابل سماعت ہوگا کہ میں ہر روز تعزیرات کو پڑھا کرتا ہوں؟ اسکو زیادہ سزا ملے گی کہ تو نے باوجود علم کے پھر جرم کیا ہے اس لیے ایک سال کے بجائے چار سال کی سزا ہونی چاہیے۔

غرض

نری باتیں کام نہ آئیں گی۔ پس چاہیے کہ انسان پہلے اپنے آپ کو مکھ بنائے تا خدا تعالیٰ کو راضی کرے اگر وہ ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر بڑھا دے گا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدوں میں تخلف نہیں ہوتا اس نے جو وعدہ فرمایا ہے کہ اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض۔ بالکل سچ ہے۔ عام طور پر بھی یہی قاعدہ ہے کہ جو چیز نفع رساں ہو اسکو کوئی ضائع نہیں کرتا یہاں تک کہ کوئی گھوڑا بیل یا گائے بکری اگر مفید ہو اور اس سے فائدہ پہونچتا ہو کون ہے جو اسکو ذبح کر ڈالے۔ لیکن جب وہ ناکارہ ہو جاتا ہے اور کسی کام نہیں آ سکتا تو پھر اسکا آخری علاج یہی ذبح ہے۔ اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ اگر اور نہیں تو دو چار روپیہ کو کھال ہی بک جاوے گی اور گوشت بھی کام آ جاوے گا۔ اسی طرح پر جب انسان خدا تعالیٰ کی نظر میں کسی کام کا نہیں رہتا اور اس کے وجود سے کوئی فائدہ دوسرے لوگوں کو نہیں پہونچتا تو پھر اللہ تعالیٰ اسکی پرواہ نہیں کرتا بلکہ خس کم جہاں پاک کے موافق اسکو ہلاک کر دیتا ہے ✦ غرض یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ نری لاف و گزاف اور زبانی قیل و قال کوئی فائدہ اور اثر نہیں رکھتی جب تک کہ اسکے ساتھ عمل نہ ہو۔ اور ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضا سے نیک عمل نہ کیے جاویں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف بھیجکر صحابہ سے خدمت لی کیا انھوں نے صرف اسی قدر کافی سمجھا تھا کہ قرآن کو زبان سے پڑھ لیا یا اسپر عمل کرنا ضروری سمجھا تھا؟ انھوں نے تو یہاں تک اطاعت و وفاداری دکھائی کہ بکریوں کیطرح ذبح ہو گئے اور پھر انھوں نے جو کچھ پایا اور خدا تعالیٰ نے انکی جس قدر قدر کی وہ پوشیدہ بات نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل اور فیضان کو حاصل کرنا چاہتے ہو تو کچھ کر کے دکھاؤ۔ ورنہ نکمی شے کی طرح تم پھینک دیے جاؤگے ✦ کوئی آدمی اپنے گھر کی اچھی چیزوں اور سونے چاندی کو باہر نہیں پھینک دیتا ہے بلکہ ان اشیاء کو اور تمام کارآمد اور قیمتی چیزوں کو سنبھال سنبھال کر رکھتے ہیں لیکن اگر گھر میں کوئی چوہا مرا ہوا دکھائی دے تو اسکو سب سے پہلے باہر پھینک دوگے۔ اسیطرح پر خدا تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو ہمیشہ عزیز رکھتا ہے انکی عمر دراز کرتا ہے اور ان کے کاروبار میں ایک برکت رکھدیتا ہے وہ ان کو ضائع نہیں کرتا اور بے عزتی کی موت نہیں مارتا۔ لیکن جو خدا تعالیٰ کی ہدایتوں کی بیحرمتی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسکو تباہ کر دیتا ہے اگر چاہتے ہو کہ خدا تعالیٰ تمھاری قدر کرے تو اسکے واسطے ضروری ہے کہ تم نیک بن جاؤ تا خدا تعالیٰ کے نزدیک قابل قدر ٹھہرو۔ جو لوگ خدا سے ڈرتے ہیں اور اسکے حکموں کی پابندی کرتے ہیں وہ انہیں اور ان کے غیروں کے درمیان ایک **فرقان** رکھدیتا ہے۔ یہی راز انسان کی برکت پانے کا ہے کہ وہ بدیوں سے بچتا رہے ایسا شخص جہاں رہے وہ قابل قدر ہوتا ہے کیونکہ اس سے نیکی پہونچتی ہے وہ غریبوں سے سلوک کرتا ہے ہمسایوں پر رحم کرتا ہے شرارت نہیں کرتا جھوٹے مقدمات نہیں بناتا جھوٹی گواہیاں نہیں دیتا بلکہ دل کو پاک کرتا ہے اور خدا کیطرف مشغول ہوتا ہے۔ اور

خدا کا ولی کہلاتا ہے

خدا کا ولی بننا آسان نہیں بلکہ بہت مشکل ہے کیونکہ اسکے لیے بدیوں کا چھوڑنا برے ارادوں اور جذبات کو چھوڑنا ضروری ہے اور یہ بہت مشکل کام ہے اخلاقی کمزوریوں اور بدیوں کو چھوڑنا بعض اوقات بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے ایک خونی خون کرنا چھوڑ سکتا ہے چور چوری کرنی چھوڑ سکتا ہے لیکن ایک بد اخلاق کو غصہ چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے یا تکبر والے کو تکبر چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں دوسروں کو جو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے پھر خود اپنے آپ کو حقیر سمجھتا ہے لیکن سچی بات ہے کہ جو خدا تعالیٰ کی عظمت کے لیے اپنے آپ کو چھوٹا بنا دے گا خدا تعالیٰ اسکو خود بڑا بنا دے گا۔ یہ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی بڑا نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ آپ کو چھوٹا نہ بنائے ✦ یہ ایک طریق ہے جس سے انسان کے دل پر ایک **نور** نازل ہوتا ہے اور وہ خدا تعالیٰ کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ جس قدر اولیاء اللہ دنیا میں گذرے ہیں اور آج لاکھوں انسان جنکی قدر و منزلت کرتے ہیں انھوں نے اپنے آپ کو ایک چیونٹی سے بھی کمتر سمجھا۔ جسپر خدا تعالیٰ کا فضل ان کے شامل حال ہوا اور انکو وہ مدارج عطا کیے جنکے وہ مستحق تھے۔ تکبر۔ بخل۔ غرور وغیرہ بد خلقیاں بھی اپنے اندر شرک کا ایک حصہ رکھتی ہیں۔ اسلیے ان بد اخلاقیوں کا مرتکب خدا تعالیٰ کے فضلوں سے حصہ نہیں لیتا بلکہ وہ محروم ہو جاتا ہے برخلاف اسکے عزت و انکسار کرنے والا خدا تعالیٰ کے رحم کا مورد بنتا ہے۔

تکبر کی قسمیں

تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جب کہ یہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اسکے یہی معنی ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اسکا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے۔ غرضیکہ تکبر کے کئی چشمے ہیں اور مومن کو چاہیے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بو آوے اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو تا کہ خدا تعالیٰ کی

✦ اعلیٰ حضرت جب تقریر فرماتے فرماتے اس مقام پر پہونچے تو ایک صاحب کی جو اتنے تقریر سنتا رہا ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ وہ کچھ عرض کرنا چاہتا تھا مگر آپ نے خاموش رہنے کا ارشاد فرمایا تقریر کے بعد عرض کیا حضور کسی مصیبت سے دعا کریں۔ فرمایا اچھا دعا کریں گے (ایڈیٹر)

سلسلہ کیلئے دیکھو الحکم نمبر ۱۰ ۱۷ مارچ ۱۹۰۴ء

افتتاحی تقریر مولوی محمد عبد اللہ صاحب

حاضرین مجلس! انجیل میں یسوع مسیح کے تین دعوے پائے جاتے ہیں ایک خدا کا بیٹا ہونا۔ دوسرا سولی پر مرکر پھر زندہ ہونا۔ تیسرا یسوع کی موت گناہ کا کفارہ ہونا۔ ان ہر سہ دعوی کا ثبوت بدلائل انجیل سے دینے کیلئے پادری مسٹر گولڈ سمتھ صاحب کی پیا ذمہ لیا ہے اور ان کی تردید انجیل ہی سے کرنا خاکسار کے ذمے ہے۔ مدعا یہ ہے کہ سامعین فریقین کے بیانات سن کر خود فیصلہ کر لیوینگے پہلے پادری صاحب یسوع کے ہر تین دعووں کے ثبوت میں جو کچھ دلائل ہیں بیان کرینگے اس کے بعد خاکسار بیان کریگا۔

تقریر مسٹر پادری گولڈ سمتھ صاحب

مولوی صاحب کو میں ان تین دعووں کے ثبوت میں ایک نہیں دو نہیں بلکہ تین سو دلیلیں پیش کر سکتا ہوں مگر بخوف طوالت ہر ایک دعوے کی نسبت ایک ایک دلیل پیش کرتا ہوں۔ ان تین دلائل کی تردید کیجائے تو گویا تین سو دلائل کی تردید سمجھ لونگا۔

پہلے دعوی کی دلیل

(۱) آسمان سے آواز یہی ہوئی آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے
(۲) میں مارا جاؤنگا اور جی اٹھونگا۔
(۳) ابن آدم اس لئے نہیں آیا کہ خدمت لے بلکہ خدمت کرے اور اپنی جان بہتیروں کے فدیہ میں دے

تردید مولوی صاحب - حضرات! پادری صاحب پہلے دعوے کی نسبت یہ پیش کرتے ہیں کہ آسمان سے آواز آئی کہ تو میرا پیارا بیٹا ہے۔

دوسرے دعوے کی نسبت یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یسوع نے کہا کہ میں مارا جاؤنگا اور جی اٹھونگا حالانکہ یہ بھی دعوی ہی دعوی ہے دلیل نہیں۔

تیسرے دعوے کی نسبت یہ دلیل ہے کہ یسوع اپنی جان بہتیروں کے فدیہ میں دینے کیلئے آیا ہے ہم کو یہ دیکھنا ہے کہ واقعی فدیہ ہوا ہے یا نہیں۔ پادری صاحب نے اس کے متعلق کوئی دلیل پیش نہیں کی خیر اب ہم ان تین دعووں کی تردید انجیل ہی سے کر دکھاتے ہیں۔ متی ۱۲ باب ۳۹ متی ۱۶ باب ۴

انجیل میں یسوع کے شاگرد نشان مانگتے ہیں تو یسوع یہ جواب دیتے ہیں کہ یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان نہ دکھایا جائیگا جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہیگا۔

حضرات! بنظر غور دیکھا جائے تو انجیل کی اس ایک ہی آیت کے اندر تینوں دعووں کی تردید ہو جاتی ہے۔ چونکہ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں زندہ ہی داخل ہوئے اور زندہ ہی نکلے۔ چنانچہ پادری صاحب بھی اس کے قائل ہیں اسی آیت میں ابن آدم ہونے کا خود یسوع کا اقرار موجود ہے جب یہ دونوں باتیں یسوع کا ابن آدم ہونا اور اس کا زندہ قبر میں داخل ہوکے زندہ ہی رہنا خود یسوع کے ہی اقرار سے ثابت ہے تو کفارہ قربانی خود بخود قربان ہوا۔ اگر یسوع کا سولی پر مرنا تسلیم کریں تو مشابہت یونس نبی کی غلط ٹھیرتی ہے اور زندہ اور مردے میں نسبت ہی کیا ہے۔ نیز یہ نشان کیا ہوا کہ نشان دکھانے والے خود ہی صلیب کا نشانہ بن گئے۔

انجیل کی ایک آیت میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنے بیٹے قرار دیا ہے اور ایک جگہ خداوند نے سلیمان علیہ السلام کو اپنا بیٹا فرمایا (متی ۲ باب ۱۵ خروج ۴ باب ۲۲ تواریخ ۲۲ باب ۱۰)

ایک جگہ یسوع نے اسرائیل کو خود اپنے بیٹے کہا ہے۔ حالانکہ اولاد نہیں تھی اور ایک جگہ نافرمانوں کو شیطان کے بیٹے۔ فرمانبرداروں کو خداوند کے بیٹے کہا ہے ان آیات انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی کتابوں میں باپ اور بیٹے کے محاورے مجازی طور پر برتے گئے ہیں اس سے حقیقی بیٹے مراد لینا سراسر نادانی ہے۔ اگر یسوع کو حقیقی بیٹا مانا جاوے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ یسوع میں خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کے کیا کیا علامات ہیں۔ کمہار کا بیٹا ہانڈی بناتا ہے۔ بڑھئی کا بیٹا لکڑی تراشتا ہے اگر یسوع خدا کا بیٹا ہے تو بتاؤ کون سے آسمان کا کونہ بنایا یا زمین کا ٹکڑا آخر کچھ تو پیدا کیا ہوتا۔ نانک ساہی [illegible] برخلاف اس کے یسوع میں تمام انسانی لوازمات کھانا پینا۔ سونا۔ ہگنا موتنا۔ دانتوں کے پیڑوں [illegible] بیماری وگرمی کی تکلیف [illegible] کرنا۔ [illegible] مار کھانا پیٹے جانا روکر دعا کرنا وغیرہ کامل طور سے پائے جاتے ہیں پھر بھی خدا کا بیٹا واہ واہ کیا خوب!!!

اگر یہ کہو کہ بن باپ کے پیدا ہوا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام بغیر ماں اور باپ کے پیدا ہوئے ان کو تو خدا کا بڑا بیٹا ماننا چاہیئے پادری صاحب نے ہر سوال وعظ میں کہا تھا کہ وہ مٹی سے پیدا ہوئے تھے تو یہاں بھی مٹی کا خمیر موجود ہے۔ خون حیض بھی تو اناج سے ہی بنتا ہے۔ اسی کہانیوں میں سینکڑوں جاندار کیڑے پیدا ہوتے ہیں کیا یہ سب خدا کے بیٹے میں داخل ہیں۔ خون حیض تو بہ نسبت کھانے کے جو آگ سے پکا ہوتا ہے۔ جاندار چیز پیدا ہونے کا زیادہ احتمال رکھتا ہے پھر تعجب ہی کیا ہے اگر یہ کہو کہ وہ مردوں کو زندہ کرتا تھا چونکہ مارنا اور جلانا اللہ ہی کا کام ہے اگر اس نے زندہ کیا تو خدا کے بیٹے ہونے میں کیا شک ہے۔ مگر

صاحبو یہ دعوے ہی بے دلیل ہے۔ کون جی کر آیا کس نے محکمہ دار القضاء میں جاکر اپنی پہلی بیوی کا جو دوسرے کے نکاح میں جاچکی تھی دعوی کیا یا بھائی بندوں سے لڑکر زندگی میں حصہ لیا۔ کھیتی باڑی بانٹ لی اور مرنے کے بعد کے حالات عالم ارواح کے کیا کیا بیان کئے کہ فلانے کا بیٹا ملا تھا وہ عذاب میں مبتلا ہے یا فلانا جنت میں تھا وہ سلام کہتا ہے۔

حضرات! بعض لوگ انجیل و قرآن میں جہاں مردوں کے زندہ ہونے کا ذکر ہے اس کو حقیقی مردے سمجھ بیٹھے ہیں اس لئے اس کی تشریح ضرور ہے انجیل کی ایک آیت میں بغیر عمل کے ایمان کو مردہ قرار دیا ہے اور دوسری جگہ ایک شخص نے اپنے باپ کو گاڑنے کی اجازت مانگی تو یسوع نے کہا جانے دے کہ مردے اپنے مردوں کو گاڑیں۔ اس سے واضح ہے کہ یسوع نے بے ایمانوں کو مردہ کہا ہے قرآن میں بھی کافروں کو انک لا تسمع الموتی کہکر مردوں میں شمار کیا ہے ایک جگہ یا ایہا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم فرماتا ہے اللہ تعالیٰ۔ یعنی اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کی بات کو جب وہ تمہارے زندہ کرنے کیلئے طلب کریں مان لیا کرو۔

اس آیت میں بھی ایمان سے مردہ قرار دیکر عمل کرنے کی ترغیب دی ہے پیغمبران خدا اپنی صحبت کی برکت [illegible] ایسے مردوں ذہین ایمان وعمل کی روح پھونکتے ہیں تو ایک نئی زندگی حاصل ہوتی ہے۔ ایسے مردے یسوع نے تو بہت ہی کم زندہ کئے بعض خاص خاص شاگرد تو مردے کے مردے ہی رہے [illegible] کسی نے انکار کیا [illegible] حضرت رسول مقبول (اللہم صل علیہ و سلم) [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کی تاثیر کی لاکھوں مردے زندہ ہوئے اور اسلام کی راہ میں [illegible] ہمیشہ کی زندگی حاصل کی اگر ہم اس کو حقیقی مردوں کو زندہ کرنا مانیں تو یومنون بالغیب کی شان [illegible] [illegible] ہی کیا [illegible] مردہ واپس آکر وہاں کے [illegible] حالات بیان کرے [illegible] میں جو اولیاء کرام [illegible] زندگی میں [illegible] حقیقی مردے کو زندہ [illegible] ان کی روح جسم میں مخفی تھی غشی پڑی ہوئی تھی آخر لوگ سچ مرنے کا یقین کر بیٹھے تھے [illegible] دعا کی برکت سے [illegible] زندگی بخشی چنانچہ انجیل میں بھی [illegible] مردہ زندہ کرنا [illegible] یہاں ایک لڑکی مری تھی [illegible] سولی [illegible] نیند کی سی بیہوشی تھی [illegible] کھڑی ہوئی [illegible] ایک زندہ کا [illegible]

ال [illegible]

از سر نو ہڈیاں پوست ہے ہوئے کفن لئے برہنہ پھر دیا یہ سہالیت پیر گانیں کا یا ہو اگر آیا ہے تو ثبوت دو کون آیا اور کہاں آیا۔

قرآن شریف میں ترکہ تقسیم ہونے کے سب مسائل بیان ہو چکے ہیں مگر کسی جگہ یہ نہیں بیان کیا کہ مردہ واپس آئے تو ترکہ یوں تقسیم ہونا چاہیئے ہماری شرع شریف کی کسی کتاب میں یہ باب لکھا ہوا نہیں پایا جاتا کہ مردہ واپس آنے کے بعد ترکہ تقسیم ہونے کا باب ہوتا کیونکہ جب ایسا واقعہ ہوا ہے تو ضرور ہونا چاہئے تھا برخلاف اس کے خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وحرام علی قریۃ اهلکناها انهم لا یرجعون

یعنی جس قریہ کے لوگوں کو ہم مارتے ہیں پھر ان کا لوٹنا ہم نے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ مردے دوبارہ دنیا میں نہیں [illegible] العمال میں حدیث شریف میں [illegible] رسول اللہ [illegible] [illegible] صلعم نے جابر سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے باپ [illegible] انہوں نے اپنے رب سے [illegible] دنیا میں [illegible] اس پر اللہ تعالیٰ نے کہا میں قرآن شریف میں قطعی حکم صادر کر چکا ہوں کہ مردے پھر نہیں لوٹائے جائینگے جب یہ ثابت ہوا کہ مردے واپس نہیں آتے تو یسوع کی نسبت حقیقی مردے زندہ کرنیکا خیال سراسر غلط ہے اگر پادری صاحبان اسکو حقیقی مردے زندہ کرنیوالا ثابت کرتے ہیں تو اسکا فیصلہ انجیل سے بہت آسان ہے انجیل یوحنا میں یسوع کا قول ہے میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے یہ کام جو میں کرتا ہوں وہ بھی کریگا اور ان سے بھی بڑے کام کریگا اگر پادری صاحبوں میں ایمان ہے تو مردہ زندہ کرکے دکھائیں۔

سولی پر یسوع مسیح کا اور مسیح کا زندہ ہونے کی [illegible] حضرات! انجیل میں [illegible] [illegible] تو فرشتوں نے کہا [illegible] زندہ ہے یہ نہیں کہا کہ دوبارہ زندہ ہوا ہے مثلاً اگر کسی شخص کے بیٹے کا سولی پر مرنے کی شہرت ہو اور اسکے مرنے کی افواہ بھی اڑ گئی ہو ایسے وقت میں کوئی گواہی دے کہ وہ زندہ ہے تو کیا اس سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ مر کر زندہ ہوا ہے۔

حضرات! ایسا ہی یسوع کے سولی پر جان دینے کی خبر مشہور ہو چکی تھی اور مرنے کی افواہ بھی پھیل گئی تھی [illegible] قبر پر آئیں تو فرشتوں نے کہا کہ وہ زندہ ہے یعنی مرا ہی نہیں۔

[illegible] بعض لوگ خود یسوع کے مرنے پر شک کرتے ہیں چنانچہ انجیل میں ہے کہ [illegible] ایک کی بھالے سے پسلی میں چھیدا تاکہ معلوم ہو کہ مرا یا نہیں تو فوراً لہو نکل آیا۔ کہا ہے [illegible] ہو سکتا ہے [illegible] جہاں [illegible] [illegible] نہیں رہتا۔

[illegible] شریف میں یہ حکم ہے کہ اگر جانور ذبح کیا جاوے اور خون نکلے تو مردار ہے نہیں قبول [illegible] مر چکا ہوتا ہے۔ اور انجیل میں [illegible] کہ یسوع رات بھر رو رو کر دعا [illegible] [illegible] اب [illegible] سے ہو سکتا [illegible] پیالہ مجھ سے ٹال دے یہی انجیل میں [illegible]

دعا اللہ تعالیٰ نے کی یہاں سنی گئی یعنی قبول ہوئی موت کا پیالہ ٹلنے کی دعا جب قبول ہوئی تو اس کے یہی معنے ہوئے کہ وہ مرنے سے بچایا گیا۔

حضرات! جب تک یسوع کے سولی پر چڑھنے اور اترنے کی پوری کیفیت ظاہر نہ ہو تب تک سامعین کو خلاصہ اصل حقیقت معلوم نہ ہوگی اس لئے خاکسار جو کچھ انجیل میں درج ہے مفصل طور سے بیان کرتا ہے تاکہ فیصلہ کیلئے آسانی ہو۔

صاحبو! بائیبل میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ سولی پر جو لٹکایا جاتا ہے وہ ملعون ہے۔ جب یہودیوں نے یسوع کے پیغمبر ہونے کے دعوے کو سن لیا تو انہوں نے کہا کہ ایلیا نبی یسوع سے پہلے آسمان سے اترنے کی پیشگوئی ہماری کتاب میں ہے۔ ابتک وہ آسمان سے نہیں اترا پھر تیرا دعوے کیونکر سچا مان لیں۔ تو یسوع نے کہا کہ زکریا کا بیٹا جو یوحنا آیا ہے وہ آسمانی ہے جو خدا کی طرف سے مامور ہو کر آتے ہیں وہ آسمانی کہلاتے ہیں یہودیوں نے یہ تاویلی معنے سنکر یوحنا سے جاکر پوچھا کہ کیا تو ایلیا ہے اوس نے انکار کیا اور اس کے ساتھ ہی کہا کہ مسیح کے پہلے آنیوالا میں ہی ہوں اور جو میرے بعد آنیوالا تھا وہ یہی یسوع ہے مگر یہودیوں نے ظاہر نام خلاف ہونے کی وجہ سے انکار کر کے یہ مشورہ کیا کہ اس پر سرکار کی بغاوت کا مقدمہ ثابت کر کے سولی دیا جاوے تا لعنتی موت سے خود بخود اس کا دعوے جھوٹا ٹھہرتا ہے اس لئے رومی گورنمنٹ میں یہ فریاد پیش کی کہ یہ شخص بادشاہ ہونیکا دعوے کرتا ہے اور ہمکو بغاوت پر ابھارتا ہے محصول دینے سے منع کرتا ہے حاکم پلاطوس کی اجلاس میں یہ مقدمہ پیش ہوا۔ یسوع کا اظہار لیا گیا تو اس نے یہودیوں کے بادشاہ ہونیکا اقبال کیا اور سب سارے جبہ پوش مولویوں نے گواہی دی کہ بیشک یہ بادشاہ ہونے کا دعوے کرتا ہے (درحقیقت یسوع کا روحانی بادشاہت کا دعوے تھا نہ جسمانی) تو حاکم نے تعجب کیا اور یہ یقیناً جان لیا کہ بیچارے غریب یسوع کو ناحق دشمنی کی وجہ سے مقدمہ کر کے پھنسانا چاہتے ہیں۔ ہر چند اس کے بچانے کی کوشش کرتا رہا۔ انہیں دنوں پلاطوس حاکم کی بیوی کو یسوع کے بچانے کیلئے خواب ہوا پھر اجلاس میں سنا دی کہ تو اس راستباز کے بچانے کی کوشش کر کیونکہ اس راستباز کی بابت میں نے بہت دکھ اٹھایا ہے مگر صاحبان کو اس کا تجربہ ہوا ہے ان کو خوب معلوم ہے جب پلاطوس نے یہودیوں کو کہا کہ میں یسوع میں قتل کے لائق کوئی قصور نہیں پاتا منبر پر کسے چھوڑتا ہوں۔ یہودیوں نے چلا کے کہا کہ صلیب دیا جاوے صلیب دے۔ ورنہ تو قیصر کا خیرخواہ نہیں ہے اور یہودیوں کے ہاں یہ معمول تھا کہ عید فسح کی خوشی میں ایک قیدی کو چھوڑ دیا کرتے تھے صبح کو عید تھی پلاطوس نے یہودیوں سے پوچھا کہ کیا میں عید کی خوشی میں یسوع کو چھوڑ دوں تو وہ شور مچانے لگے اور اس کے چھوڑنے پر راضی نہ ہوئے بلکہ دوسرے کو چھوڑ دیا آخر مجبوری پلاطوس نے یہودیوں کے حوالے کیا اس نے ہاتھ دھو کر یہ جتلایا کہ میں اس خون سے بری ہوں مگر یہودیوں کی شکایت کی ڈر اور انتظامی لحاظ سے فرد جرم قرار دا دسنا کر یسوع کو چند کوڑے مارے (تاکہ طرفداری معلوم نہ ہو) اور سولی پر چڑھانے کا حکم دیا اور اندر ہی اندر اس کے بچانے کی تدابیر کرتا رہا۔

سامعین کو یہ بات معلوم ہونی ضروری ہے کہ سولی کی دو لکڑیاں ہوتی ہیں ایک آڑی اور ایک کھڑی (دونوں ہاتھوں سے وہ شکل بتائی) آڑی لکڑی پر ہاتھوں کو پھیلا کر میخیں مارتے ہیں اور کھڑی لکڑی سے باندھ کر تین روز تک لٹکاتے ہیں اس عرصہ میں وہ مصلوب بھوک اور دھوپ کی آگ سے مر جاوے تو بہتر ورنہ مرنے کے لئے تین روز بعد ہڈیاں توڑتے ہیں۔ یہود کے ہاں یہ بھی قاعدہ تھا کہ ہفتہ کے روز کسی کو سولی پر لٹکا ہوا نہیں چھوڑتے تھے اور جمعہ کی شام سے وہ عید کی تعظیم کا دن شمار کرتے تھے اور اسی خیال سے پلاطوس نے یسوع کو سولی دینے کیلئے جمعہ کا دن لعید فسح ہی مقرر کیا تا کہ تین دن تک سولی پر نہ رہے نیز اور دو چور دوں کو اسی روز سولی دینے کی پیش مقرر کی تا ان کی سولی دینے میں زیادہ وقت صرف نہ ہو اور داروغہ صلیب مسیح کا شاگرد تھا غرض مسیح کو معہ دو چوروں کو صلیب پر لٹکایا گیا تین گھنٹے کچھ کم یا زیادہ سولی پر رہا اللہ جلشانہٗ نے یسوع کی دعا کو قبول کیا تھا اس کے بچانے کی یہ تدبیر کی کہ آندھی بڑے زور سے چلی سورج تاریک ہوا اور زمین کو زلزلہ آیا یہود گھبرائے اور وہاں سے بھاگ گئے۔ ادھر داروغہ صلیب نے جو یسوع کا معتقد تھا موقع پاکر تینوں کو صلیب سے اتار لیا اور دونوں چوروں کے مرنے کیلئے ہڈیاں توڑیں اور یسوع کی ہڈیاں نہ توڑیں اور پلاطوس کے ہاں رپورٹ کی کہ یسوع مرچکا ہے۔ اس لئے اس کی ہڈیاں نہ توڑی گئیں۔ رپورٹ پہنچنے پر پلاطوس نے یہ تعجب کیا کہ ایسا جلد کیوں مرگیا باوجود تعجب کے دوبارہ تحقیقات نہیں کی کیوں کرنے لگا کہ یہ سب کچھ اس کے بچانے کی تدبیریں تھیں۔ سپاہیوں میں سے ایک شخص کو یسوع کے مرنے میں شبہ ہوا اس لئے اس نے بھالے سے یسوع کی پسلی کو چھیدا تو فوراً خون نکلا یہ خون نکلنا ہی خود اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ وہ مرا نہیں تھا اسوقت ایک شخص یوسف نامی نے جو بڑا مالدار اور یسوع کا شاگرد تھا پلاطوس سے یسوع کی لاش کو مانگ لیا اور ایک خالی قبر جو پہلے سے باغ میں طیار کرائی گئی تھی یسوع کو اس میں رکھا اور ایک پتھر دراز قبر پر ڈھلکا دیا گیا۔ (اور مٹی ڈال کر قبر بند نہیں کی گئی دیکھنے کی بات کہ معلوم تھا کہ وہ زندہ ہے) جب یسوع کو ہوش آئی۔ شاگردوں نے قبر سے پتھر ہٹا کر یسوع کو کسی اور طرف روانہ کیا صبح کو عورتیں قبر پر آئیں اور قبر میں داخل ہوئیں۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قبر کیا تھی ایک خوب خاصہ حجرہ تھا) تو یسوع کو نہ پایا اسوقت فرشتوں نے گواہی دی کہ وہ زندہ ہے یہ دلیریاں سے پلاطوس نے

۱؎ مرقس ۱۵/۴۲ ۲؎ لوقا ۲۳/۱ ۳؎ مرقس ... ۴؎ یوحنا

اس جاکر شور مچایا کہ یسوع کو شاگردوں نے چرا لیا مگر پلاطوس نے اس کی بھی کچھ تحقیقات نہیں کی (کیوں کرے یہ سب کچھ تو اسی کی چالاکی تھی) اس کے بعد یسوع قبر سے نکلکر چالیس روز تک اپنے شاگردوں سے جابجا ملتا رہا روٹی ورمچھلی کھاتا رہا۔ اپنے سولی کے زخم شاگردوں کو دکھاتا رہا۔

مرہم عیسےٰ جو طب کی قریبًا ہزار کتابوں میں درج ہے

انہیں زخموں کے لئے حواریوں نے مرہم بنائی تھی۔

حضرات! میں نے جو کچھ واقعات بیان کئے ہیں یہ سب انجیل میں موجود ہیں۔ اگر پادری صاحب کو کسیطرح کا شبہ ہے تو پیش کریں خاکسار انجیل کھولکر بتانے کیلئے طیار ہے۔

حضرات! یسوع کے سولی پر نہ مرنے کی نسبت فقط ہماری ہی رائے نہیں بلکہ جرمن کے محقق انگریز بھی یسوع کا سولی پر نہ مرنا تسلیم کرتے ہیں (بہانتک ان کی تحریریں پڑھی گئیں)

تردید کفارہ

حضرات! انجیل میں ابن اللہ کے محاورے اکثر پائے جاتے ہیں پھر ایک یسوع ہی کی کیا خصوصیت ہے نیز دلیلوں سے اس کا بیٹا یعنی حقیقی خدا کا بیٹا ہونا بھی ثابت نہیں ہوتا اور انجیل ہی کے واقعات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ یسوع سولی پر نہیں مرا تو پھر کفارہ کی بنیاد خود بخود گر گئی یسوع کو آسمان پر اڑانے کیلئے یہ دو پر تھے دونوں پر ہی ٹوٹ گئے تو اڑنا کہاں عجیب ہیران نمے پرند مریدان مے پرانند۔

پادری صاحب - میں اس تقریر کا جواب تین منٹ میں دیتا ہوں۔ مولوی صاحب نے ابن اللہ کے محاورے جو انجیل سے بیان کئے ہیں وہ سب صحیح ہیں۔ میری دوسری دلیل کو مولوی صاحب دعوے قرار دیتے ہیں ہمارے نزدیک انجیل میں جو لکھا ہے وہ سب دلیل ہے میری دلیل کی نسبت ایک جگہ انجیل میں ہے کہ فرشتوں نے گواہی دی کہ زندہ ہوا ہے۔ الحمد للہ ختم ہوا

مولوی صاحب - حضرات! پادری صاحب ابن اللہ کے محاورہ کا انجیل میں ہونا خود بخود مان چکے ہیں دوسرے یسوع کے دعوی کو دلیل قرار دیتے ہیں حالانکہ یسوع نے کہا کہ میں مارا جاؤنگا اور زندہ ہونگا کیا یہ دلیل ہو سکتی ہے فرض کرو میں نے عدالت میں ایک کاغذ پیش کیا جس میں میرے والد نے یہ لکھا تھا کہ فلانے کو سو روپیہ دونگا۔ اسی بنیاد پر روپے دلا پانے کے لئے دعوی داخل کروں اور ثبوت میں یہی کہوں کہ یہی نوشتہ ہی دلیل ہے کیا ڈگری حاصل ہوگی؟

اب رہا فرشتوں کی دوسری گواہی کہ وہ زندہ ہو ہے۔ البتہ یہ بات غور طلب ہے ایک ہی کتاب میں دو طرحکی گواہی ہو تو ہمکو واقعات کیطرف خیال کرنا چاہئے جو بات قرین قیاس ہو وہی سچی سمجھی جاوے گی مثلاً دو شخصوں نے گواہی دی کہ ہم ہ شوال کو براتیوں کا سکان کو جا رہے تھے فلاں کے مکان میں فلاں شخص کو نقب لگاتے ہم نے بچشم خود دیکھا ہے تو عدالت سے یہ سوال ہوا کیونکر رات کو اسکے چہرہ کی شناخت ہوئی ایک نے کہا کہ چاندنی رات تھی دوسرے نے کہا کہ براتیوں کی مشعل کا اجالا تھا۔ اب دونوں میں اختلاف ہوا کچھ بھی واقعات دیکھیں گے تو معلوم ہوگا کہ ۲ شوال کو چاندنی ہوتی ہے اگر نہیں تو مشعل والی ہی بات صحیح ہوگی۔ ایسا ہی یہاں اصل واقعات کیطرف دیکھا جاوے تو پلاطوس کا یسوع کو بے قصور کہنا اور اسکو تنبیہ کر کے چھوڑنے اور عید کی خوشی میں یسوع کی چھڑانے کی کوشش کرنا۔ بر سر اجلاس بیوی کی سفارش پہونچنا۔ اور پلاطوس کا پانی سے ہاتھ دھونا جمعہ کا دن جو شام سے عید لگتی تھی سولی کیلئے مقرر کرنا اور دو چیروں کو بھی سولی دینے کیلئے حکم دینا۔ سولی کا داروغہ یسوع کی شاگرد کو مقرر کرنا خدا کیطرف سے آندھی کا آنا۔ زمین کا ہلنا۔ داروغہ کا یسوع کی ہڈیوں کو نہ توڑنا پھر یسوع کی پسلی سے خون کا نکلنا۔ حاکم کا یسوع کے مرنے کی رپورٹ سنکر تعجب کرنا یسوع کے شاگرد کو لاش کا سپرد کرنا امیر ہوشیار وخیرخواہ شاگرد کا ایک ہوادار قبر میں رکھکے تجہیز وتکفین نہ کرنا صبحکو یہودیوں کی فریاد پر اسکی تحقیقات نکرنا۔ اور یسوع کا شاگردوں سے ملکر روٹی مچھلی کہانا اور طبی تواریخ سے زخموں کیلئے مرہم کا استعمال کرنا یہ تمام واقعات بڑے زور سے شہادت دیتے ہیں کہ یسوع سولی پر نہیں مرا ہرگز نہیں مرا بلکہ اسنے طبعی موت سے مرکر روحانی رفع کا درجہ پایا۔

ہاں قربانی کرنا تو ہر ایک مذہب میں ثواب ہے چنانچہ ویدوالوں کے ہاں بھی اسکی رسم پائی جاتی ہے حال میں گرشنا ندی سے اوپر دہستے ررسی جو سماں راجنی کی گئی سنایا گیا ہے کہ وہاں بھی کئی ایک بکرے ذبح کئے گئے ہیں اس سے واضح ہے کہ قدیم سے یہ رسم ہر ایک مذہب میں برابر چلی آتی ہے مگر یہ کہیں نہیں دیکھا گیا کہ اپنے پیارے بیٹے کو قربان کریں۔ ٹھیر جاروغیرہ کریں عیسائیوں کی گناہ کے عوض خدا کا بیٹا ذبح ہو۔ نیز نصاریٰ بے گناہ کی گٹھڑی سے سبکدوش ہونے کیلئے یسوع کو لعنتی موت سے مارتے ہیں حالانکہ لعنت کا مفہوم یہ ہے کہ ہمیشہ وہ خدا سے بیزار ہو خدا اس سے بیزار ہو۔ لعنت کا طوق ابلیس کے گلے میں پڑا ہے ... سے مردود ہوا کیا ایک برگزیدہ یسوع کو یہ لعنت کا طوق ... افسوس صد افسوس نادان دوست شرم ...

ناظرین! بعض جگہ یسوع کی اصلی حقیقت ... جو کچھ اصلی واقعات تھے بیان کئے گئے ہیں کہیں ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت خیال کر کے بے ادبی پر حمل نہ کیا جاوے انجیلی یسوع الگ ہے اور قرآن کی عیسیٰ الگ ہیں لوگ عیسیٰ علیہ السلام مرحوم کو ملعون مانیں گے ... انجیل یسوع کو نصاری ملعون مانتے ہیں نیز قرآن ... نے اپنے آپ کو خدا یا خدا کا بیٹا ہونیکا دعویٰ کیا کیونکر کرتے یہ تو سراسر شرک اور کفر ہے ... یہ سب کچھ کیا یہ دونوں ایک کیوں ... دوست کو برا بولکر ایماندار رہ سکتا ہے ... کہ تمام پیغمبر اللہ کے پیارے اور مقدس ...

اللّٰھم صل علیٰ سیدنا محمد و علیٰ آل ... وبارک ...

بھات حسینؓ کے نام کا کونڈا کیا کرتی ہیں جو سید کھاتے ہیں وہ سب اس حرام کی کمائی پر فاتحہ پڑھ کر اور فاتحہ بھی کھڑے ہوکر بڑی تعظیم سے کھاتے ہیں۔

ایک دفعہ ہمارے ملک کے سید میراثیوں سے ناراض ہوگئے اور محرم کا مہینہ آگیا میراثیوں نے حسب دستور کونڈا کیا اور سیدوں کو کہا گیا کہ چلیے سب آپ لوگ کونڈا حسینی کھاتے ہو تو چلو سید والے بسبب ناراضی کے انکار کیا پھر میراثیوں نے کہا کہ آپ کے بزرگوں اور باپ دادا کے نام کا کونڈا ہے کیا آج اسکی بے ادبی کروگے اور نہیں کھاؤگے تو ہم کتوں کے آگے ڈال دیں گے اسکا عذاب تمہاری گردن پر ہوگا وہ یہ سنکر چلنے کو تیار ہوگئے اور مجھے بھی بلایا جب میں گیا تو یہ حقیقت حال اک یہ ماجرا پیر ملا نے مجھ سے بیان کیا میں نے کہا کہ میں تو ہرگز یہ حرام طعام نہیں کھا سکتا اور تم بھی ہرگز نہ کھاؤ یہ کھلا مسئلہ ہے کہ جو حرام چیز پر بسم اللہ پڑھے وہ کافر ہو جاتا ہے اور پھر اس میں کفر کی کئی وجہ ہیں۔

اول حرام کی کمائی۔

دوم شرک کیونکہ غیر اللہ ہے۔

سوم بسم اللہ کے سوا آیات کی اور بہت آیات اور سورتیں پڑھی جاتی ہیں۔

چہارم یہ کہ کفر و شرک کو خوب رواج دیتا ہے۔

پنجم یہ کہ میراثیوں کو دلیر عملی المعاصی واشرک کرتا ہے۔

ان سیدوں نے کہا کہ آپ ہمارے دادا امام حسینؓ کے نام کا کونڈا ہے آپ ہم کیسے چھوڑ دیں۔ اگر ہم نہ کھاویں گے تو یہ لوگ ہم کتوں کے آگے ڈال دیں گے۔ میں نے کہا کہ الخبیثات للخبیثین بہتر ہے کہ یہ کھانا کتوں کے یا سوروں کے آگے ڈالا جائے یہ بات سنکر تمام سید میری بات پر راضی اور خوش ہوئے اور بڑے ادب سے قرآن پڑھا فاتحہ دی اور سب کھانا اسطرح رہے کہ یا کہ برتن کو دھونے کی حاجت نہ رہی۔

تعزیہ داری کی رسم کو سب جانتے ہیں کہ کیا کیا شعائر بدعتیں اور کفر و شرک کے سامان مہیا ہوتے ہیں۔

تعزیوں پر کھانا چڑھاتے ہیں پیسے سکے شیرینی ہر قسم کی لاتے ہیں فاتحہ پڑھتے ہیں ان کے سامنے کھڑے ہوکر مرثیے پڑھتے ہیں اگر نماز کا وقت ہو تو کچھ پرواہ نہیں کرتے اور جب تعزیے اٹھاتے ہیں تو اسمیں تکرار فساد اور جنگ ہوتے ہیں اسبات پر کہ ہمارا تعزیہ آگے ہو اور دوسرے کا پیچھے ہو اسپر سر پھوٹ جاتے ہیں مرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور اس وقت فرعون بے سامان ہوتے ہیں۔ پیک بنتے ہیں انکو ہاتھوں میں چوڑیاں ہوتی ہیں اور مور کی دم کے بالوں کے مورچھل ہوتے ہیں اور وہ مرثیے پڑھتے جاتے ہیں اور چوری اور مورچھل سے تعزیوں کی مکھیاں اڑاتے ہیں۔

لطیفہ

ہمارے شہر میں ایک خانقاہ کے مجاور کچھ طمع نفسانی اور سکے رولنے اور مٹھائی اور کھانے کی غرض سے تعزیہ ہر سال بنایا کرتے تھے ایک رات ایسا ہوا کہ سب مجاور تعزیہ کا حلوا ملیدہ چورما ریوڑیاں اور مٹھائی وغیرہ جمع کرکے چاروں طرف تعزیہ کے بڑے ادب سے دری اور کمل بچھاکر سو رہے کچھ چورما تعزیہ کے اندر رکھا رہ گیا آدھی رات کو دو بلیاں چورمے اور مٹھائی کے لالچ سے تعزیہ کے اندر گھس گئیں اور چورما شاید تھوڑا ہی ہوگا جب نہ ملا تو وہ دونوں بلیاں لڑنے لگیں اور تعزیہ آپکی لڑائی سے اور چھینا جھپٹی سے ہلنے لگا اور کھڑ کھڑ کی آواز آئی اچانک اس کھڑکے سے ایک شخص کی آنکھ کھل گئی اور اسنے سمجھا کہ امام حسینؓ تعزیہ کے اندر تشریف لائے ہیں اسنے چپکے سے دوسرے کو اشارہ سے جگایا کہ جلد اٹھو امام صاحب تشریف لائے ہیں دوسرے نے تیسرے اور تیسرے نے چوتھے کو علی ہذا القیاس ایک نے ایک کو جگایا اور ان کو یقین واثق اور اعتبار صادق ہوگیا کہ حضرت امام حسینؓ تشریف لائے سب ادب و احترام سے چاروں طرف ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوگئے اور ہاتھ اٹھاکر کوئی عجز سے کوئی زور سے دعائیں کرنے لگے کہ یا امام حسینؓ جیسا حضور نے کرم کیا اور ہم عاجزوں پر مہربانی فرمائی اور ہمکو تشریف آوری کی اور رونق افروزی اور قدم رنجہ فرمانے سے عزت بخشی ہماری مرادیں بر لاؤ ہمارے مالوں اور جانوروں اور اولاد میں برکت بخشو ہم حضور کے خادم اور تعزیہ دار ہیں ہماری مشکلوں کو آسان کرو ہمارے دشمنوں کو پامال کرو ہمارے ڈھنڈھورے ڈھنڈیوں کا نام آئے۔ یہ دعائیں بڑی الحاح و زاری اور تضرع اور بیقراری سے کر رہے تھے جو وہ دونوں بلیاں چورمہ کے ختم ہونے اور مٹھائی وغیرہ کے نہ ملنے پر یاسی اور سامر خلاف واقعہ پر لڑنے لگیں اور میاؤں اور غرفش اور چھلاں چھلاں کرکے لڑنے لگیں تو وہ سب کے سب نہایت شرمندہ ہوئے اور وہ سب تضرع و زاری بھول گئے اور شہر میں یہ شہرہ اگرچہ بہت چھپایا اور مخفی کیا گیا عام ہوگیا۔

کمبختوں نے دعا کرنے کے وقت یہ نہ سوچا کہ جو آپ ہی درماندہ اور مشکلات میں پھنسا وہ دوسروں کی بھرون کیا دستگیری کرے گا اور جو شہید ہوتے ہیں وہ جنت میں داخل ہوکر برزق فرحین ہوا کرتے ہیں اور بہشتی رزق اور فرحت انکو ملتی ہیں وہ بہشتی زندگی اور بہشتی رزق کو چھوڑ کر گندی ریوڑیوں اور شکر کی چوریوں کو کیوں لینے کیسے نکلے۔

کوٹ پونلی میں بھی بعینہ یہی واقعہ گذرا مگر بلیوں کے بجائے کتا نکلا۔

لوگ کیسے تو وہ طوفان جھوٹ کے جمع کرتے ہیں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی عشرہ محرم میں عاشورہ کے دن تعزیوں کی مخالفت میں وعظ فرما رہے تھے اور تعزیے یکے بعد دیگرے نکلے چلے جاتے تھے ایک تعزیہ چھوٹا اور مختصر سا جسپر سامان بھی تھوڑا سا تھا اور وہ تعزیہ غریب آدمیوں کا تھا حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے وعظ کو چھوڑ کر دوڑے اور اس تعزیہ کو چوما اور چند قدم تک اٹھایا اور کندھا دیا۔ اور پھر وعظ میں مشغول ہوگئے بعد وعظ لوگوں نے دریافت کیا حضرت مولانا آپ تو تعزیوں کی مذمت اور برائی بیان کرتے تھے اور آپ ہی دوڑ کر کلام اللہ کے وعظ کو چھوڑ کر اسی مذموم فعل میں آپ شامل ہوگئے اور اسکو معزز کر دکھایا شاہ صاحب نے فرمایا لوگو میں کیا کروں اس تعزیہ میں حضرت امام حسینؓ تشریف رکھتے تھے اور حضرت امام حسنؓ رونق افروز تھے اور حضرت علیؓ جلوہ فرما تھے اور ملائکہ کا ہجوم تھا فرشتوں نے کندھا دیا ہوا تھا۔ عبد العزیز کی مجال تھی کہ یہ بیٹھا ہوا دیکھتا رہتا اور شامل ثواب دارین اور سعادت کونین نہ ہوتا۔

یہ تعزیہ داروں کے جھوٹ ہیں جو عزیز کی بہتان لگاتے ہیں صرف اسلیے کہ تعزیہ داری معزز و مکرم رہے اور دنیا سے یہ اٹھ نہ جائے۔

تعزیوں کے ساتھ سنت سے بھی نکلتے ہیں اور ہر رنگ برنگ کے کپڑے پھریرے اڑتے ہوئے اور پھر چاندی یا تانبے کے کوئی ہاتھ کی شکل کوئی صراحی کی شکل وغیرہ ہوتی ہیں کوئی تعزیہ ابرق کا کوئی رنگین لکڑی کا کوئی رزی کا۔ کسی تعزیہ کی ماہی کی شکل ہے کسی کی مصنوعی براق کی شکل کسی کی گھوڑے بیل گائے وغیرہ کی شکل کوئی تعزیہ جو تعزیوں کا کوئی مورخ کا کسی کو یہ بات اٹھائے ہوئے اور کسی کو جن۔ الامان انھوں نے ہندوؤں کے بتوں کو بھی طاق میں بٹھا دیا اور ان سے آگے بڑھنے کا ارادہ کیا۔

اور کہتے ہیں کہ حشر کے روز حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ننگے سر ایک مونڈھے پر سبز زہر آلود حسن کی پوشاک اور دوسرے مونڈھے پر حسین کی سرخ خون آلود پوشاک ڈالکر عرش کا پایہ پکڑ کر عرش کو ہلا دینگی اور اپنے دونوں بیٹوں کے خون کی داد چاہیں گی اسی عرصہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں گے اور کہیں گے بیٹی! تکرار اور فریاد کی سوجھ رہی ہے اور مجھ امت کی شفاعت کی پڑ رہی ہے پھر فاطمہ شرمندہ اور کھسیانی ہوکر داد فریاد سے رجوع کرکے رب العالمین سے کہیں گی کہ اے رب العالمین! میں نے داد فریاد چھوڑی جو میرے ابا جان چاہیں وہی کر دے اور میرے ابا جان کی امت کو بخشدے۔

استغفر اللہ! جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے جھوٹی روایت بھی بنائی اور بنا تو آئی اگر یہ روایت تو فرضاً تسلیم بھی کریں اور سچی مان لیں تو پھر شیعوں کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا حشر کے روز جب خون بہا اور قصاص نہ رہا اور امت کی شفاعت ہوگئی تو یزید و شمر اور اس کا لشکر جنہوں نے حضرت امام حسینؓ کو کربلا کے میدان میں قتل کیا وہ بھی تو امت میں ہی ہیں۔ ابوبکر و عمرؓ جنہوں نے علیؓ کو ناک چنے چبانے بقول شیعوں کے خلافت چھینی تمام حقوق دبائے باغ فدک غصب کیا یہ سب ظالم وغیرہ بھی تو امت ہی میں ہیں۔ پھر انکی تبرا بازی تعزیہ داری وغیرہ کس کام کی۔

باغ فدک جس میں تیرہ درخت کھجور کے تھے دراصل پنجاب کی اصطلاح میں یہ باغ نہیں تھا جھنگلی تھی اور بعض روایات میں پانچ یا سات درخت بھی آئے ہیں بہت شیعوں سے گفتگو کا موقع ملا وہ اور ولائل کے جو بینہ اور بیرہ و باہرہ ہیں اور خاص قرآن شریف نے ہی اسکا فیصلہ کر دیا ہے کہ یہ فے میں داخل ہے اور اسکے وارث سنی ہی ہیں میں نے کہا کہ تیرہ سو برس کا عرصہ تمہیں روتے پیٹتے چلاتے ہائے ہائے کرتے تعوذ باللہ راستہ بازو اور صدیقوں پر دھرلی بے حیثیت درختوں کے لیے جسکی آمدنی شاید دس بارہ یا زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس روپے ہوگی اس کے اسقدر ہائے ہائے اور رونا پیٹنا اور اسقدر ڈھول اڑاتے ہیں آرسہ

زمین تنگ شد و آسمان گشت ہشت

بسبی نامرادی یہ ناکامی یہ کنگال پن حنا ہے ذرہ۔ ہماری ملک میں دو ہزار درخت کھجور کے موجود ہیں چلو وہ ہم تمہیں دیدیتے ہیں تمام شیعہ و سنت برادری فاتحہ مخلی تحدید کہ اب ہم باغ فدک کا نام نہ لیں گے ایک جھگڑے کو تو ہم طے کرتے ہیں۔ اور ایک جھگڑا حشر کے روز طے ہو جائے گا کہ باپ بیٹی امت کی شفاعت کرالیں گے۔

اور سب سے بڑے کفارہ حسینؓ کے مسئلہ نے ثابت کر دیا کہ امت کی بخشش کے لیے حسینؓ شہید ہوئے امت میں قاتلان حسینؓ بھی تو شامل ہیں سب کی بخشش ہو جائے گی رہی یہ بات حضرت امام حسینؓ کو تکلیف ہوئی اول تو یہ ہے کہ انکو تکلیف ہوئی ہی نہیں شہدا کی نسبت قرآن شریف میں فرحین موجود ہے

(باقی آئندہ)

میں نے شراب کا خیال کیوں چھوڑ دیا

انسان کی زندگی میں بہت سارے ایسے چھوٹے چھوٹے واقعات [illegible] آتے ہیں جن کا ہم [illegible] حقیقت [illegible] ہیں مگر بعض اوقات کسی بہت [illegible] اثر [illegible] ہے کہ [illegible] گذشتہ [illegible] سے [illegible] ایسے واقعات اکثر [illegible] اخلاق کی تہذیب و درستی [illegible] بہت بڑی مدد ملتی ہے انھیں واقعات سے ایک واقعہ یہاں بیان کرنا چاہتا ہوں اور [illegible] کہ اس واقعہ کا جو اثر مجھ پر ہوا تھا یہی اثر اسکا بیان پڑھنے سے کسی کے اثر پذیر دل پر بھی ہو اور وہ بھی [illegible] ہو۔

اس زمانہ میں [illegible] اسکول میں پڑھتا تھا اور اسوقت میری عمر کے وہ دن تھے کہ طبیعت [illegible] تھی اور کسی بات کو قبول نہیں کرتی تھی [illegible] اس کا [illegible] سبب نہ ملے [illegible] سوال پیدا ہوا کہ شارع نے شراب کیوں [illegible] ۔ اگر [illegible] تو اس حالت میں کہ [illegible] اگر ایک شخص بھاؤ [illegible] کہے تو کیا مضائقہ ہے [illegible] قطعی ممانعت اس لیے کر دی ہو [illegible] حد سے گذر نے لگیں [illegible] [illegible] [illegible] کا [illegible] کرلوں۔ [illegible] ایک حاجی [illegible] سے [illegible] سوال کیا کہ حضرت [illegible] شراب حرام [illegible] [illegible] زبان سے [illegible] تھا کہ [illegible] حضرت [illegible] مزاج [illegible] ایک سخت و سست [illegible] مجھے شرم نہیں آتی کہ [illegible] ایسا ہی چون و چرا کرتا ہے ۔ اسی پر تو ہم کہا کرتے تھے کہ انگریزی نہیں پڑھنی چاہیے خیر میں اپنا سامنہ لیکر چلا گیا مگر میری تشفی نہیں ہوئی [illegible] ایک اور بزرگ سے [illegible] سوال کیا ۔ وہ [illegible] زمانہ شناس [illegible] جواب دیا کہ تمھارا سوال اصول سے تعلق رکھتا ہے اور چونکہ فی زمانہ ہم لوگوں نے اصول کا پڑھنا چھوڑ دیا ہے ۔ اور فروعات ہی پر جھگڑتے رہتے ہیں ۔ اسلیے تمھارا جواب ذرا مشکل سے ملے گا ۔ لیکن میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہماری شرع میں ایک بھی ایسا حکم نہیں ہے جسکی [illegible] اصل نہ ہو یا جس کی کوئی معقول وجہ نہ ہو اگر تمہیں کوئی جواب نہ دے سکے تو سمجھنا ایک لحظہ کے لیے بھی یہ سمجھنا چاہیے کہ شرع ناقص ہے بلکہ [illegible] ناقص ہے اُن کی اس [illegible] سے ایک گونہ تسکین تو ہوئی مگر پورا اطمینان نہیں ہوا

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] کیا کہ شراب پینے والے [illegible] زیادہ ہوتے ہیں اور عمریں کم پاتے ہیں قوت بھی [illegible] وغیرہ [illegible] سے حاصل ہوتی ہے وہ شراب سے حاصل [illegible] جو کیفیت [illegible] ہوتی ہے وہ شراب سے حاصل [illegible] قوت کا ضرور [illegible] اور [illegible] ہماری ہستی کا موازنہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم [illegible] ہیں ۔ غرض [illegible] قسم کی بہت ساری دلیلیں وہ بیان کرتے رہے ۔ لیکن [illegible] ایسا نہ [illegible] اور جسکا اثر میرے دل پر گہرا پڑا تھا ۔ [illegible] کہا کہ شراب پینے والوں کے دل [illegible] ہو جاتی ہے اور [illegible] دل کا حجم بڑھ جاتا ہے یہانتک کہ دل انقباض کی وجہ سے اپنا کام چھوڑ دیتا ہے [illegible] اور دوسری طرح ثابت کیا تھا کہ [illegible] تین دن پہلے ایک گوشت [illegible] کو لیکر دو [illegible] ایک [illegible] ایک شیشی میں رکھا [illegible] پانی [illegible] اور دوسرا [illegible] دوسری شیشی میں [illegible] شراب بھری ہوئی تھی ۔ تین [illegible] کے بعد [illegible] جب [illegible] دونوں شیشیاں ہمیں دکھائیں تو وہ گوشت کا ٹکڑا جو پانی میں پڑا ہوا تھا اپنی اصلی حالت پر تھا مگر شراب میں ڈوبے ہوئے کا رنگ بھی متغیر ہو گیا تھا اور اس پر ایک قسم کی سفید سی [illegible] بھی چھایا ہوا تھا ۔

دوسری دلیل دیتے ہوئے انھوں نے پہلے ہمیں یہ سمجھایا کہ خون کی بناوٹ کس طرح ہے اور اسکا خاصہ کیا ہے ۔ خون ایک شفاف بے رنگ سیال ہے جس میں سرخ رنگ کے خورد بینی کرّے تیرتے ہیں اور جن کی وجہ سے ہمیں خون کا رنگ سرخ نظر آتا ہے یہ کرّے نہایت منتظم اور [illegible] مدور ہوتے ہیں اور خوردبین کے ذریعہ ایسے نظر آتے ہیں جیسے سڈول تازے مٹر کے دانے لیکن اگر شرابیوں کے خون کو خوردبین سے دیکھا جائے تو یہ کرّے ایسے نظر آتے ہیں جیسے مرجھائے ہوئے مٹر کے دانے اور جن کے رنگ میں بھی ایک قسم کا بگاڑ پایا جاتا ہے جس کے دیکھنے سے نفرت پیدا ہوتی ہے ڈاکٹر صاحب نے ایک نقشہ بھی دکھلایا تھا جس پر شراب پینے والوں کے خون کے بھی [illegible] اور [illegible]

پینے والے [illegible] کرتے بڑھاکر دکھلاتے تھے ۔ جس وقت شراب کا نام سنتا [illegible] پینے [illegible] دیکھتا [illegible] تو فوراً ان [illegible] اور دونوں قسم کے خون کے کرّوں کا نقشہ پھر دماغی آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے اور شراب پینے پر دل کا [illegible] نفرت [illegible] اور [illegible] پیدا ہو جاتی ہے ۔ افسوس ہے کہ ہمارے پاک مذہب کے اصول [illegible] باتوں پر مبنی ہیں لیکن ہمارے [illegible] ان اصول کو سمجھا سکیں اور ان باتوں میں غیر ہماری تسکین کریں [illegible] ڈاکٹر صاحب جنہوں نے لکچر دیا تھا پارسی تھے اور [illegible] مذہب میں [illegible] شراب کی ممانعت بھی نہیں بلکہ بعض مذہبی رسوم میں بھی استعمال کیجاتی

انشاء اللہ [illegible] کسی وقت لحم الخنزیر کے متعلق بھی ایک ایسا ہی مضمون [illegible] [illegible] کرونگا ۔

مسلمانوں کو ایک نہایت شعار اور سنجیدہ قوم بنانے اور [illegible] حالت کیطرف [illegible] کرنیکی [illegible] تعلیم ہے اور خاصکر دینی تعلیم [illegible] دینی تعلیم میں بھی خاصکر قرآن کی تعلیم اور قرآن کی تعلیم کے بعد قرون اولی کی تعلیم اور اسکے لیے ضرور ہے کہ گروہ علماء کو ہم خیال اور طرفدار بنایا جائے جنکے ہاتھوں میں قوم کی باگ ہے مسلمانوں کو قرآن شریف کی تعلیم دینا اور وہ بھی سمجھاکر تعلیم دینا اس سے در حقیقت ایسی زبردست [illegible] اصلاح کی پیدا ہو سکتی ہے جس کے مقابلہ میں سب کو ششیں [illegible] ہیں جس غور سے قرآن شریف کا مطالعہ کیا جائے اسی قدر معلوم ہوگا کہ اس کا منشا یہی ہے کہ دنیا میں انسان خدا ترس [illegible] اور کفایت شعار بنیں ۔ قرآن اعتدال سے یا عدل سے گذرنے کو ہر جگہ [illegible] ۔ اور دنیا کو نیک عمل اور مشاہدہ قدرت کے لیے ایک میدان قرار دیتا ہے مگر مشکل یہ ہے کہ قرآن شریف کی تعلیم [illegible] اگر صحیح طریقہ سے نہ ہو ۔ اوہام پرستی اور رسم پرستی اور باطل عقائد مروجہ کی روشنی میں اُسکو دیکھا جاوے تو وہ بھی بجائے ایک حبل متین ہونیکے ایک مجموعہ الفاظ کا ہو جاتا ہے جسکو ہر [illegible] کیطرح ہر شخص اپنی طرف کھینچکر اپنے خام و غلط و بیہودہ [illegible] قدرت کی تصویر بنا لیتا ہے قرآن شریف کا مطالعہ عقل و علم کے نور سے ہونا چاہیے ۔

رہا علماء کو قائل یہ اصلاح کرنا یہ کام بہت مشکل ہے مگر زمانہ آہستہ آہستہ اسکو [illegible] کرتا جاتا ہے جب سست اور ناکارہ

اور متعصب گروہ قوم میں کم ہوتا جائے گا تو دیسے علماء بھی [illegible] باہمہ [illegible] چلے جاویں گے ۔ [illegible] کہ [illegible] قوم کے [illegible] کا حال [illegible] ہیں ۔ یقین ہے کہ علماء [illegible] میں [illegible] جائیں گے ۔

موجودہ صورت میں علماء کا حجم غفیر تو ہماری طرف صرف اُس صورت میں متوجہ ہو سکتا ہے جب [illegible] سمجھ کر کہ ہم ہر اصل اور ہر فرع میں ان کے ہمزبان ہیں ۔ لیکن یہ نہ اُنکی خواہش ہو سکتی ہے نہ ہمارے چاہنے سے لو شاء اللہ لجعلکم امۃ واحدۃ ۔

قومی نظم

از منشی [illegible] صاحب [illegible] کلارک [illegible] شائع شدہ۔

زمانہ اے نبی مشکور ہے تیری عنایت کا
دیا تونے سبق مخلوق کو خالق کی وحدت کا
تری بعثت سے پہلے یہ بہ و الو تھی حالت
کہ ہر سو بج رہا تھا خوب نقارہ جہالت کا
پرستش کے لیے [illegible] گھر میں بکتی تھی
اندھیرا چھا رہا ان چار و طرف کفر و ضلالت کا
لڑائی ان [illegible] اگر چھیڑ [illegible]
تو ہو جاتی تھی وہ باعث قبیلوں کی شراکت کا
ذرہ سی بات پر چھڑتی تو برسوں طول کھینچا تھا
یہانتک نہر آتا تھا ہزاروں کی ہلاکت کا
بگڑ جائے گی جو کام وہ سب انکی جاری تھی
خیال آتا نہ تھا دل میں کبھی ہرگز صداقت کا
یکا یک اے محمد ہوگئی کایا پلٹ ساری
ستارہ جس گھڑی روشن ہوا تیری نبوت کا
سکھائے سب طریقے تونے تہذیب و تمدن کے
ہوا اقبال تازہ [illegible] تیری اُمت کا
طبعی و ریاضی و ادب کے بن گئے مالک
مسلمانوں میں تھا گویا خزانہ علم و حکمت کا
بنائے کیمیا و علم اصطرلاب اور طب میں
زمانہ تھا مقر انکی لیاقت اور فضیلت کا
مہذب ہیں جو قومیں اب انھیں کچھ بھی نہ آتا تھا
دیا پہلا سبق اہل عرب نے علم و حکمت کا
ہمارا افسوس وہ حکمت کے جوہر اب ہم میں
مسلمانوں میں حیرت دور دورہ ہے جہالت کا
مدد اے احمد مرسل کہ اب وقت دعا آیا
حوادث سے نہ ہو ایک بال بیکا تیری اُمت کا

تازہ الہام

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ

نوٹ ضروری سن صحیحہ ۔ [illegible] چھپ گیا ہے ۱۳ مارچ سنہ ۱۹۰۴ء سمجھا جاوے ۔

جنگ جاپان و روس

لنڈن ۲۳ مارچ **خشکی پر لڑائی**۔ اہم معرکہ۔ جنرل کروپاٹکن خبر دیتے ہیں کہ بمقام چونگ جو [illegible] سوتنیا (سوتنیا روسی [illegible] رسالہ کے ایک حصہ کو کہتے ہیں یہ لفظ صرف کاسکون کے ترپ سے مخصوص ہے۔ وطن) اور جاپانی پیدل و سوار سپاہ میں اہم معرکہ آرائی ہوئی۔ حالانکہ روسی ایک بلند پہاڑی پر تھے۔ جاپانیوں نے مردانہ وار مقابلہ کیا تاہم اگر روسوں کو مسلسل پیچھے سے کمک نہ پہنچتی رہتی تو جو جاپانی فوج ابتدا مقابلہ میں آئی۔ وہ یقیناً پامال ہو جاتی۔ ڈیڑھ گھنٹہ کی جانگداز لڑائی کے بعد کاسک بترتیب کامل پیچھے ہٹ گئے۔ اور اپنے زخمیوں کو بھی ساتھ لیتے گئے۔ جاپانی بوصف متواتر کمک کے اس لڑائی میں اپنے تھک گئے اور ان کا اسقدر نقصان ہوا کہ جس پہاڑی کو روسی خالی کر گئے وہ اس پر قبضہ کرنے کو آگے نہ بڑھ سکے۔ روسیوں کے تین افسر اور بارہ سپاہی زخمی اور تین سپاہی ہلاک ہوئے (تار میں لڑائی کی خبر نہیں بتائی گئی۔ قیاس چاہتا ہے کہ یہ اسی معرکہ کے حالات کسیقدر تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں جو ۲۲ مارچ کو فریقین میں ہوا تھا اور جسکی خبر سیول سے پہلے آئی۔ اور کل کے اخبار میں درج ہو چکی ہے)

جاپانیوں نے روسیوں کے جسقدر سٹیمر گرفتار کیے تھے۔ جاپانی عدالت غنیمت نے ان کو مال غنیمت قرار دیا۔ ان پر جاپانی ملاح مقرر کیے گئے ہیں۔

انگریزی بیڑہ کے کمانڈر ایڈمرل برج نے جاپانی بندر یوکوہامہ کا بحری شفاخانہ جاپانی مجروحین کے لئے جاپانی حکومت کے حوالہ کر دیا ہے۔

ایڈمرل ٹوگو نے جو رپورٹ اپنی حکومت کو بھیجی ہے اس میں لکھتا ہے کہ ۲۷ مارچ کو ہمارے بحریوں نے کمال دلاوری دکھلائی اور گولوں کی بارش میں آگے بڑھتے گئے۔ مگر افسوس جہاز ٹھیک موقعہ پر غرق نہ ہوئے روسی جہازوں کیلئے اندر باہر جانیکا راستہ باقی رہتا۔ ہمارے ۱۳ بحری وافسر ہلاک ہوئے [illegible] یہ رپورٹ سنانے کے بعد جاپانی [illegible] میں بیان کیا کہ پورٹ آرتھر کے دہانہ کو مکمل مسدود کرنا بہت مشکل کام ہے [illegible] بہت کچھ ہو رہا ہے۔

حونگجو کے معرکہ کی کیفیت بقول جاپانیان [illegible] ایک سورچہ بند بلندی پر قابض تھے۔ جاپانیوں نے بہ تعداد عظیم ان پر دھاوا کیا۔ روسی کچھ دیر مقابلہ کر کے پیچھے ہٹ گئے۔ اور جاپانی اپنے بادشاہ کی درازی عمر کے نعرے لگاتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے کلہم بلدہ جاپانی ہلاک و زخمی ہوئے۔

۲۷ مارچ کے بحری معرکہ میں بھی الجھی جاپانی افسروں اور بحریوں نے جہاز غرق کرنے کی کوشش کی جو ۲۴ فروری کو اس خدمت پر گئے تھے۔ ان کا ایک لفٹنٹ ہیروس تھا۔ جس کے ایک روسی گولے سے پرخچے اڑ گئے جو جاپانی تارپیڈو کشتیاں ہمراہ گئی تھیں۔ انہوں نے غرق کردہ یا غرق شدہ جہازات کے اکثر بحریوں کو بچا لیا۔ روس نے فرانس کی معرفت پورٹ آرتھر کے قرنطینہ کیمپ پر جاپانی گولہ باری کے متعلق ہیگ کے معاہدہ کے [illegible] جو اعتراض کیا تھا۔ اس کے جواب میں جاپان نے لکھا ہے کہ معاہدہ بحری گولہ باریوں سے کچھ تعلق نہیں رکھتا۔

الہ آباد ۳۰ مارچ پائنیر کا بیان ہے کہ پورٹ آرتھر میں اسوقت کلہم صرف دس ہزار سپاہ ہے اور اس کے پاس فقط ایک ماہ کیلئے سامان رسد ہے۔

متفرق۔ بمبئی میں گو پھر فساد نہیں ہوا۔ لیکن بوہرہ قوم ابھی خائف ہے کہ کسی وقت ان پر اچانک حملہ نہ کر دیں اس خوف سے ۲۷ مارچ کو بھی انہوں نے اپنی اکثر دکانیں بند رکھیں۔ آدھی فوج اسلن شہر سے رخصت کر دیگئی احتیاطاً تمام شراب خانے تا حکم ثانی بند رہیں گے۔ کمشنر پولیس نے ۲۸ کی صبح کو حکم دیا کہ تمام تعزیے گاڑے جائیں۔ مگر یہ عرضداشت گذرنے پر کہ ان کی زیارت کی رسم شام کو ادا ہوگی۔ اسنے ۳۰ مارچ کی صبح تک میعاد بڑھا دی۔

پارلیمنٹ میں تجویز پیش ہوئی کہ شاہ انگلستان کو اختیار دیا جاوے کہ جنگی ضروریات کیلئے ایسے موقعہ پر جبکہ کسی طاقت سے جنگ اٹل ہو گئی ہو باختیار خود دس لاکھ پونڈ خرچ کی اجازت وزراء کو دیدیں۔ پارلیمنٹ سے پوچھنے کی ضرورت نہ رہے۔ مگر بکثرت رائے یہ تجویز نامنظور ہوئی۔

جرمنی وغیرہ کئی ممالک کے بادشاہوں نے بنکوں سے درپردہ یہ انتظام کر رکھا ہے کہ ضروریات جنگ کیلئے فوراً روپیہ کی ایک معین مقدار بادشاہ کو قرض دیدیں انگریزی قوم کو بھی ایک نہ ایک دن اپنے بادشاہ کو یہ اختیار دینا پڑیگا۔ انگریزی پارلیمنٹ میں مسودہ قانون پیش ہوا ہے کہ ممالک غیر کے بدچلن مفلس بیمار اور مشتبہ چلن کے اشخاص کو برطانیہ میں داخل ہونے نہ دیا جائے۔ اور اگر وہ پہلے سے موجود ہوں تو حکومت ان کو نکال دینے کی مجاز ہوگی۔

لبرل فریق کے سرغنہ ممبر پارلیمنٹ مسٹر بینرمن نے ۲۹ مارچ کو مسٹر بلفور وزیر اعظم سے مطالبہ کیا کہ ملک اور قوم کو ان پر بھروسہ نہیں رہا۔ وہ مع دیگر وزراء مستعفی ہو جائیں۔ مسٹر ممدوح نے جواب دیا کہ موجودہ وزارت نے جو اہم کام شروع کر رکھے ہیں ان کو ختم کرنے سے پہلے مستعفی نہیں ہو سکتی۔ خاصکر ایسی صورت میں جبکہ پارلیمنٹ میں اس کے طرفدار اور ہمراے ممبر مخالفوں سے تعداد میں زیادہ ہیں (وطن)

جنگ موجودہ اور اسلام

ہمعصر اللواء لکھتا ہے: موجودہ جنگ سے اقوام دنیا میں عجب کھلبلی پڑگئی ہے اور ہر قوم اپنے اپنے منافع و مصالح کی وجہ سے ان دو متحارب قوموں میں سے کسی ایک کی ضرور طرفدار ہوگئی ہے۔ جرمنی کو دیکھو۔ جواب سے پہلے چینیوں اور جاپانیوں کا سخت دشمن بنا ہوا تھا اور بالخصوص جاپانیوں کو دول یورپ کے حق میں [illegible] تمام خطرناک کہ رہا تھا۔ آج روس کے خلاف اسی کی حمایت و نصرت پر آمادہ ہے۔ اگر اس نصرت و حمایت کی وجہ دریافت کیجئے تو یہی ہے کہ اس کو روس سے سخت نفرت و عداوت ہے۔ یا یہ کہ روس اس کو وقتاً فوقتاً دھمکیاں دیتا رہا ہے۔ اور اسکے دشمن فرانس کا حلیف و مددگار ہے۔ فرانس کو اگر دیکھا جائے۔ تو وہ اسوقت روس کا ہی طرفدار بن کر جاپان کا مخالف بنا ہوا ہے حالانکہ اس کا دعوے یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اس سلطنت کا طرفدار ہوگا جو اپنے حقوق کی حفاظت اور بیجا دست درازی کی مدافعت کریگی۔ اسوقت فرانس اپنے صریح دعوے کے خلاف روس کے طرفدار رہنے پر اسلئے مجبور ہوا ہے کہ روس کی شکست سے فرانس کا عہد و پیمان بھی حقیر اور بے وقعت ہوا جاتا ہے اور فرانس کی بہت سی امیدوں پر پانی پھر جانے کا احتمال ہے۔

مصر و ترکی بلکہ تمام مسلمان تو یہ دعائیں مانگتے ہیں کہ خدا کرے روس کو شکست ہو۔ کہ دولت علیہ اپنے اس پرانے دشمن کی بیجا دھمکیوں سے چھوٹ جائے جو اس کا اور مصر کا ہمیشہ دشمن رہا ہے۔ اور جس نے مسلمانوں کی [illegible] چھین لینے کیلئے جان توڑ کوششیں کی ہیں۔

مصر اس لئے جاپان کا طرفدار ہے کہ جاپان ہی وہ مشرقی سلطنت ہے کہ جس نے تھوڑے سے زمانہ میں ترقی کر کے بہت کچھ نام و نمود حاصل کیا ہے۔ اگرچہ بعض یورپین سلطنتوں کا یہی خیال ہے کہ مصر اپنے حلیف انگریزوں کی وجہ سے جاپان کا طرفدار ہے لیکن مصر کا یہ میل و رجحان محض انگریزوں کی پیروی میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ اسلام کا خیر خواہ ہو کر جاپان کی فتحمندی کی آرزو کرتا ہے۔ کیونکہ جاپان کا غلبہ گویا جنس اصفر (منگول) کا غلبہ ہے۔ جس سے چینی مسلمانوں کو تمدن و ترقی میں آگے بڑھنے کا موقعہ ملجائیگا۔ اس کے علاوہ بحیرہ مشرق ان دول یورپ کی نگاہوں میں بھی بہت کچھ وقیع ہو جائیگا جنہوں نے مشرق و اہل مشرق کی قوموں کو اپنے وعدوں اور اپنی بیجا ظلم سے کمزور کر دیا ہے۔

اسوقت ہمارا یہ کہنا کچھ بے محل اور خلاف حقیقت نہ ہوگا کہ یہی موجودہ جنگ روس و انگلستان کی جنگ کا مقدمۃ الجیش ہے کیونکہ روس اگر جاپان کا ایک دفعہ دشمن ہے تو انگلستان کا دس دفعہ۔ بلکہ سیاسی دنیا کا خیال ہے کہ روس و انگلستان اسوقت بھی جنگ کی تدابیر میں مشغول ہیں اور اپنے اپنے سرحدی مقامات پر مخالف کی دست برد سے روکنے کیلئے فوجیں بھیج رہے ہیں۔ چنانچہ روس نے ترکستان کے گورنر کو حکم دیدیا ہے کہ اگر انگلستان اس لڑائی میں جاپان کی مدد یا کمک رسانی میں مصالح روس کے برخلاف کوئی کام کرے تو بلا تامل ہندوستان پر بڑھ جانا۔ اب اس سے زیادہ باہمی مخالفت کا اور کیا بین ثبوت ہوگا۔

مذکورہ بالا تمام حالات و اسباب کو دیکھ کر یقین ہوتا ہے کہ اس لڑائی کا اسلامی دنیا کی سیاسی حالات میں بھی بہت کچھ اثر ہوگا۔ اس کا ایک جزئی نتیجہ یہی ہے کہ ترکی خاطر خواہ اور اپنی مصلحتوں کے موافق بزور شمشیر مسائل مقدونیہ کا فیصلہ کریگی۔ اور جاپان کی فتح ہو یا شکست۔ دونوں حالتوں میں مسئلہ مشرق ایک نئے دور میں آ جائیگا اور چین و کوریا میں نئی روح پھونکنے سے وہاں کے مسلمانوں کو ضرور کچھ نہ کچھ فائدہ ہو رہیگا کیونکہ مسلمانان چین بہادر ہیں اور ان میں ترقی کی پوری صلاحیت و قابلیت ہے۔

اگر روس و انگلستان کی کشاکش یونہی روبہ ترقی رہی تو بہت جلد ہندوستان و عجم و افغانستان کا معاملہ بالخصوص ان ملکوں کی حالت میں بڑا تغیر و انقلاب پیدا کر دیگا۔

یہ بات ظاہر ہے کہ موقعہ و فرصت اور چیز ہے اور وقت فرصت کو غنیمت سمجھ کر اس سے کام لینا اور چیز۔ اکثر ایسے موقعے آتے رہے ہیں جو اسلام و اہل اسلام کے لئے مفید و سودمند تھے لیکن مسلمانوں نے اپنی غفلت سے وہ موقعے کھو دیئے اور اپنے مفاد و مصالح کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ اگر موجودہ وقت کو بھی یونہی رائیگاں کھو دیا۔ تو پھر ایسے موقعہ کا مدتوں انتظار کرنا ہوگا۔ کیونکہ جلدی سے ایسا وقت ملنا کوئی آسان بات نہیں ہے اور کوئی عقلمند جائز نہیں رکھتا کہ موجودہ فرصت کو ہاتھ سے گنوا کر آئندہ نادر الوجود فرصت کی امید پر اپنے کاموں کو اٹھا رکھے۔

یہ ہم سب کچھ اس لئے لکھ رہے ہیں کہ تقریباً کل دنیا اسلام چاہتی ہے کہ بہت جلد ترکی و بلغاریا کی قرار واقعی گوشمالی کر دے اور یہ بھی کہ عجم و افغانستان بچا سکے خود موجودہ جنگ سے پیدا ہونے والے خطرہ سے

ہوشیار ہو جائیں۔ تاکہ عالم اسلام میں حفاظت و مدافعت کے ساتھ سیاسی ترقی ہو۔ اور جیسا کہ مسلمانوں کو دین کی عظمت اور مردم شماری کی کثرت سے ہونا چاہیئے۔ فی الجملہ ویسے ہی ہو جائیں۔

اصل بات یہ ہے کہ بلغاریا روس کے بل بوتے پر کودتا تھا۔ ورنہ کیا بلغار اور کیا اس کی ہستی۔ اب روس جاپان سے جنگ شروع کرکے خود ایک مشکل میں گرفتار ہو گیا ہے اور بلغاریا بے یار و مددگار رہ گیا۔ تو اس نے اپنا ضعف بالعین دیکھ لیا ہے اور دنیا کو بھی اس کا ضعف معلوم ہو گیا۔ اس لئے علی العموم دنیا نے سمجھ لیا ہے کہ بلغار اب بے یار و مددگار ہے ترک اس کی خبر لئے بغیر نہ مانیں گے اور ہر طرف سے آواز آرہی ہے کہ لڑائی شروع ہوا چاہتی ہے۔

لیکن یہ نتیجہ نکالنا اس لئے نہیں ہے کہ ترک واقعی اب پہلے سے زیادہ آمادۂ جسارت ہیں بلکہ یہ خیال اس لئے پیدا ہوا ہے کہ اب بلغار کو پہلے سی بیجا جسارت کا حوصلہ نہیں رہا ہے اور بجائے خود سہما ہوا ہے اگر بلغار نے پہلے بلقان کی شورش میں حصہ نہ لیا ہوتا۔ تو وہ آج ہرگز اس قدر خائف و ہراساں نہ ہوتا۔ لیکن تاہم دولت عثمانیہ کو بلغار سے جنگ کا مطلق فکر و خیال نہیں ہے۔ یہاں تک کہ بلقان وغیرہ میں بھی جو شورشیں ہو رہی ہیں اور یہاں کا انتظام ایک ڈیٹ میں کافی طور پر ہو سکتا ہے۔ حکومت وہاں بھی سختی کا برتاؤ جائز نہیں سمجھتی اور نہ اس کو اس بات کی کچھ فکر ہے کہ ممالک از دست رفتہ کو پھر حاصل کرنے کی کوشش کرے۔ بلکہ دولت علیہ کا مقصود محض ممالک محروسہ کی حفاظت ہے اور بس سو اس حفاظت میں بھی وہ صلح کو جنگ پر ترجیح دیتی ہے۔ لیکن جب اس کو اپنے ملک میں کوئی رخنہ پیدا ہوتا معلوم ہوتا ہے اور کسی دشمن کی طرف سے اس کے استقلال میں نقصان آتا ہے تو بے شک وہ جنگ سے بھی پہلو بچانا اپنی شان کے خلاف سمجھتی ہے اور مردانہ وار قدم آگے بڑھاتی ہے اس لئے یہ بات بالکل بے بنیاد ہے کہ دولت علیہ عثمانیہ روس کو جاپان کے ساتھ مشغول جنگ پا کر بلغار پر حملہ کے لئے تیار ہو گئی تھی۔ اب تو بلغار سیدھا راستہ پر چل رہا ہے۔ پھر جنگ کی ضرورت ہی کیا ہے ہاں اگر وہ اپنی پرانی عادت کے موافق حکومت علیہ کے ساتھ شرارتیں کرتا رہتا۔ اور بغض و فساد بلغاریوں کو حدود عثمانی میں شورش و فساد کے لئے بھیجتا رہتا۔ اور وہ نافرمانی حرکتیں کرتے رہتے۔ تو البتہ دولت عثمانیہ کی طرف سے بلغار کی گوشمالی کے لئے اس پر حملہ ہو سکتا تھا۔ اور ترک حملہ پر کمر باندھ لیں تو پھر روس کسی سے جنگ کر رہا ہو یا نہ کر رہا ہو۔ دونوں برابر ہیں۔ بلکہ یہ بات تو ترکوں کی بہادری کے خلاف ہے کہ وہ دشمن پر دھوکہ سے جا پڑیں یا کبھی قابل ملامت فعل کے مرتکب ہوں تاریخ اسلام میں عموماً اور تاریخ عثمانی میں خصوصاً ترکوں کا کوئی واقعہ ایسا نہ ملے گا جس میں عام مسلمانوں یا ترکوں نے غدر و خیانت سے لڑائی شروع کی ہو۔ ترکی اور روس کے جنگ میں روس کا ہر ایک پہلو غدر و حیلہ پر مبنی رہا لیکن ترکوں نے محض شجاعت اور صدق و صفا سے کام لیا۔ اہل جزائر بھی جب فرانس سے مدافعانہ لڑے تو ان کو اسلامی شجاعت نے اجازت نہ دی کہ فرانسیسیوں پر جبکہ فرانس جرمنی سے لڑ رہا تھا ناگاہ حملہ کر دیں۔ بلکہ انہوں نے پہلے اپنا ارادہ ظاہر کیا اور جب وہ جنگ موقوف ہو گئی تو حصول استقلال کی کوشش کی۔ اگرچہ مقصد میں کامیابی نہ ہوئی۔ لیکن دنائت کے مرتکب نہ ہوئے۔ بلکہ جہاں تک ہو سکا محض شجاعت مردانہ سے کام لیا۔ یہاں تک کہ فرانسیسی بھی ان کی حق پسندی کو مان گئے۔

ترکوں کی شجاعت و شہامت کیا ایسی ہے۔ کہ وہ لوگ اس فکر میں رہیں کہ روس کسی دشمن کی جنگ میں مشغول ہو۔ تو اس سے انتقام لیں۔ یا غارت بلغار پر چڑھائی کا موقع سمجھیں۔ جب تک کہ ترکوں کے استقلال میں کوئی صریح نقصان نہ ہوتا ہو۔ وہ صلح کو جنگ سے ہزار درجہ بہتر جانتے ہیں ہرگز نہ خیال کرنا چاہیے کہ یہ سلطنت روس کو کشمکش اقصے میں مشغول جنگ دیکھ کر بلغار سے آمادہ جنگ ہو گی۔ ہاں اگر بلغار کی طرف سے ہی کچھ چھیڑ چھاڑ ہوئی اور اس نے خود پیشقدمی کی اور جنگ سے کوئی مفر نہ رہا تو مجبوری ہے۔

خلاصہ الباب یہ ہے کہ ترکوں کو اپنے ملک کی حفاظت اور ترقی تمدن کی فکر ہے نہ کہ جنگ کی۔ اور وہ ہرگز کسی سخت مجبوری کے بغیر جنگ کے خطرات میں پڑنا پسند نہیں کرتے۔

(وطن)

(باقی آئندہ)

تفسیر القرآن ۲

انشاء اللہ العزیز تفسیر القرآن کا دوسرا پارہ ہی صرف اس مہینے میں مکمل کرکے نہیں بھیجا جاویگا بلکہ تفسیر القرآن کا تیسرا نمبر بھی شائع ہو جائیگا۔

نور الدین پر ریویو

نور الدین۔ پر ریویو کا دوسرا نمبر ۱۰ اپریل کے الحکم میں انشاء اللہ شائع ہوگا۔ اور امید ہے ناظرین اسے پڑھ کر محظوظ ہوں گے۔ کیونکہ اس میں علامہ نور الدین کا تذکرہ ہے۔

ہم اور ہمارے ناظرین

خریداران و سرپرستان الحکم اپنے واجب الادا حساب بے باق کرنے کی طرف توجہ فرماویں۔ مطبع کی طرف سے بقایا یا سنہ ۱۹۰۴ء کی قیمت کیلئے جن بزرگوں کے نام وی پی جاری ہو رہے ہیں وہ وی پی وصول فرما کر کارخانہ کی اعانت فرماویں اور اپنے ذمہ کا حساب بے باق کریں۔

بابو شاہ دین صاحب سٹیشن ماسٹر گوڑہ ضلع راولپنڈی ہمارے اخبار کے پرانے سرپرست اور بہی خواہ ہیں۔ الحکم میں متعدد مرتبہ آپ کا تذکرہ ہوا ہے۔ آپ کو خدا تعالے نے ایک یہ خوبی عطا کی ہے کہ وہ جہاں کہیں جاتے ہیں کسی نہ کسی شخص کو سلسلہ عالیہ کی طرف لانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں وہ اپنے محسن الحکم کو کبھی نہیں بھولتے بلکہ ان کا مقولہ ہے کہ میں **الحکم کی خریداری قومی نشان سمجھا کرتا ہوں** - اور ہر نئے احمدی کو اسکی خریداری پر توجہ دلانا اپنا فرض۔ غرض الحکم کی توسیع اشاعت کے فرض سے وہ غافل نہیں رہتے۔ گوڑہ جا کر آپ الحکم کیلئے ایک خریدار بھیجتے ہیں جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

شیخ کرم اللہ صاحب قلعہ لاہور سکھ الحکم کیلئے ایک خریدار دیتے ہیں اور قیمت بذریعہ وی پی وصول کرنے کی ہدایت کرتے ہیں۔ شیخ صاحب ہمارے محسن و مخدوم اور ہماری قوم کے واجب التکریم بزرگ شیخ رحمت اللہ صاحب کے عزیز ذی عزت ہیں اور ایک صالح نوجوان ہیں جن کا عمدہ نمونہ بہت سے نوجوانوں پر عمدہ اثر ڈالنے والا معلوم ہوتا ہے +

۱۰ اپریل سنہ ۱۹۰۴ء سے الحکم کتابی صورت پر شائع کرنیکا ارادہ کیا جاتا ہے اور یہ التزام ناظرین الحکم کے بے حد اصرار سے کیا جاتا ہے کہ اسکی حاشیہ وغیرہ کا شیرازہ ٹھیک رہ سکے۔ یہ امر بھی بھولنا نہیں چاہیئے کہ الحکم اس سے پہلے ۱۷ × ۲۷ کے ۱۶ صفحوں پر شائع ہوتا تھا اور اب ۲۲ × ۲۹ کے ۱۶ صفحوں پر شائع کیا جاتا ہے پہلے تین کالم تھے اب ۲ کالم فی صفحہ کر دیا ہے پہلی کی نسبت ریڈنگ میٹر الحکم میں دو گنی سے بھی زیادہ ہو گیا ہے کہاں اخبار کے ۴۲ کالم اور کہاں ۱۳۴ کالم اور وہی پہلی تقطیع کے رو سے اس لحاظ سے ہم وثوق سے کہتے ہیں کہ الحکم سے بڑا اور سستا کوئی اخبار اسوقت غالباً ہندوستان بھر میں نہیں ہے اب کتابی صورت پر ہو جانے سے ناظرین کو پتہ لگیگا کہ سال میں کتنے جز کی کتاب ناظرین کو دیجاتی ہے لیکن اس کتابی تقطیع پر شائع کرنے کی صورت میں شاید ہم ۲۸ صفحہ پر لے

شائع کریں۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ اسکو ... کی صورت میں سالا کر ناظرین کو بہم پہنچا دیں۔

یہ ہمارا خیال اور ارادہ ہے اور اس میں کامیابی کا عطا کرنا اللہ تعالیٰ کے فضل اور اسکی عنایت پر موقوف ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

الحکم کی توسیع اشاعت کا سلسلہ اس ہفتہ بہت کمزور ہے سرپرستان الحکم توجہ کریں

ہم نے کبھی الحکم میں لکھا تھا کہ الحکم کے خریدار اور اس کا ایڈیٹر اور سکار پرداز ملکر ایک کنبہ کا حکم رکھتے ہیں جو بفضلہ تعالے دن بدن بڑھ رہے ہیں (اللہم زد فزد آمین)

اتنے بڑے کنبہ میں جہاں ہر ہفتہ کوئی نہ کوئی بڑھ جاتا ہے کوئی نہ کوئی ممبر بعض الہ تعالے کے اذن ہمارا دستہ کے ماتحت ہمیشہ کیلئے ہم سے رخصت بھی ہو جاتا ہے۔ اس ہفتہ میاں جلال الدین صاحب ماگلنہ سیالکوٹ اور مولوی حکیم شیر محمد صاحب ہوجن ضلع شاہ پور کے انتقال کی خبریں پہنچی ہیں۔ حضرت حجۃ اللہ علیہ السلام نے ان کا جنازہ پڑھا۔ ایسے مختلف جگہوں کی احمدی جماعتیں بھی ان کا جنازہ پڑھیں گی۔ الحکم کی برادری میں سے دو آدمی کم ہو گئے ہیں اس کمی کو پورا کرنا الحکم کے دوسرے خریداروں کا کام ہے۔ البتہ ہم یہ کرتے ہیں کہ ہم ان بزرگوں کو فراموش کرنا نہیں چاہتے اسلئے ایک سال تک بدستور **انکی نام کا اخبار جاری رہیگا صرف ۲ ۱۲ محصولڈاک ادا کرنیوالوں کے نام پر** یہ نفری طرف سے ہوگی اگر ان کے ورثاء اپنے طور پر اس ضرورت کو محسوس کریں تو وہ انکا اخبار جاری کرا سکتے ہیں۔

دار الامان کا ہفتہ

۱۔ اعلیحضرت حجۃ اللہ المسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لاہور تشریف لیجانے کی کوئی خبر نہیں۔ نہ کوئی تاریخ ابھی مقرر ہوئی ہے اور نہ فی الحال کوئی ایسا موقع نظر آتا ہے

۲۔ بزرگان ملت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں اور خدمت دین میں سرگرم۔ مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی بھی تشریف لے آئے ہیں اور ایک نئی تصنیف فتنہ چکڑالوی کے استیصال کیلئے کر رہے ہیں جو انشاء اللہ ایک کافی اور لاجواب کتاب ہوگی۔

۳۔ **نور الدین** - میں سہو کاتب و چھاپہ کی سہل انگاری کی وجہ سے بعض غلطیاں رہ گئی تھیں اسلئے انکا غلط نامہ تیار کرکے چھاپ دیا گیا ہے جن لوگوں کے پاس نور الدین پہنچ گیا ہے وہ غلط نامہ حکیم فضل الدین صاحب سے منگالیں

۴۔ مبائعین کی تعداد دن بدن بڑھ رہی ہے اور انکی ان لمبی فہرستوں کا اندراج ہمارے قابو سے باہر ہو رہا ہے

۵۔ ایک لڑکا بو ... کی ... لکھو ... ہاتھ اڑ دا بیٹھا۔ جسم کو اور حصوں پر بھی ...

اسلام میں عورتوں کی حالت

نمبر ۵

عورتوں پر جو مظالم اسلام کے آنے سے پہلے ہوتے تھے اگر وہ سب کے سب بیان بھی کیے جائیں اور پھر ان کی تنقید کی جائے اور ساتھ ان قوموں [illegible] تاریخوں [illegible] کا ذکر [illegible] جرائم جو مرد کرتے تھے ان پر تنقید [illegible] نہیں کہ عورتوں کے جرائم [illegible] کثرت سے ثابت ہوں [illegible] کی [illegible] اگر مرد [illegible] عورت [illegible] ثابت ہوں۔ اصل بات جیسا کہ ہم [illegible] بیان کر آئے ہیں [illegible] چونکہ عورت کو [illegible] اور ناچیز [illegible] سمجھا گیا تھا [illegible] ذاتی اغراض کی بنا پر مرد نے اپنے [illegible] چشم پوشی کی اور عورت کی کمزوری [illegible] بہت بڑا کر کے دکھایا گیا۔ بلکہ بعض وقت بھی مرد کی بدکاری کو ایک معمولی سی بات سمجھا جاتا ہے اور عورت کی ذرا سی غلطی اور خطا کو بہت سنجیدہ توجہ کی جاتی ہے اور اسکو [illegible] کے خطرناک سزائیں اسکے لیے تجویز کی جاتی ہیں غرض عورت اس خطرناک حالت میں مبتلا تھی

جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور [illegible] ہوا رسول اللہ کی بعثت آپ کا ظہور [illegible] اور ربع مسکون کے [illegible] اور رفع فساد کا باعث اور موجب [illegible] رحمۃ للعالمین ہو کر آئے تھے لیکن اس [illegible] اس تباہ شدہ ہستی اور مردہ عنصر کے لیے آپ حیات اور بقا کے دوام کا باعث [illegible] رسول صلعم کے احسانات پر غور کرنے کرنے انسان حیران رہ جاتا ہے اور اسکی سمجھ میں نہیں آتا کہ کس پہلو سے آپ کی رسالت کی خوبیوں کا کمال ظاہر کرے جس پہلو جس انداز سے دیکھو وہ حیرت انگیز اور لانظیر نظر آتا ہے لیکن اس مضمون میں چونکہ عورت کا مضمون خاص ہے اسلیے ہم اس پہلو کے کمال پر نظر کرنی ہوگی۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور پر دو سلطنتیں آپ کی ہمسایہ تھیں اور دونوں ان ایام میں اپنے طرز اور طریق پر اور اس زمانہ کے عرف و اصطلاح کے موافق قوی سلطنتیں تھیں اور ان سلطنتوں کو مذہبی سلطنتیں بھی کہہ سکتے ہیں [illegible] ایک ان میں سے زرتشتی مذہب کی [illegible] سلطنت ایران تھی۔ اور دوسری مشرقی عیسویت کی دارالخلافہ قسطنطنیہ کی سلطنت تھی۔ اب ہم کو دیکھنا ہے کہ ان دونوں سلطنتوں [illegible] اور سیاست ہی کے رنگ میں [illegible] مذہب [illegible] ایک [illegible] جزو اعظم [illegible]

حالت ہو [illegible] اور ان کو کیا حقوق بہی مذہبی حیثیت سے دیے گئے ہیں۔ زرتشتی مذہب کی سلطنت ایران میں تو عورتوں کے لیے کوئی قانونی [illegible] نہ تھا اور نہ سلطنت کی طرف سے کوئی حق اسے دیا گیا تھا + شوہر کے گھر جا کر وہ اسکی [illegible] کی مالک متصور نہیں ہو سکتی تھی بلکہ وہ ایک ادنیٰ حیثیت کا [illegible] کیطرح سمجھی جاتی تھی اور ذلیل سے ذلیل [illegible] لیے کا حق شوہر وا [illegible] حاصل تھا۔ عورتوں کے کسی قسم کے حقوق قائم نہ ہوتا [illegible] آزادی کا [illegible] ہونا [illegible] موجب ہوگیا [illegible] [illegible]

[illegible] اسو قت یہ خیال عام طور پر پھیلا ہوا تھا کہ ایک عورت [illegible] سے بڑھ کر [illegible] کے [illegible] اور [illegible] ظلم [illegible] معلوم ہوتی تھی۔ اور آج کون اسو جسے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] اور آپ کے پاک [illegible] اور آپ کے پاک اخلاق کی [illegible] معاشرت کے اصولوں اور حالات کے بیان کرتے [illegible] کس خطرناک ظلم اور تاریکی میں مبتلا تھیں [illegible] بیان کرتے [illegible] طیار نہ تھے اور پہلو ان کے بیان کرتے ہم بھی شرم آتی ہے لیکن محض اس خیال سے [illegible] کے دکھانا ہے [illegible] ناگفتنی اور شنیدنی باتوں کے لکھنے کی ضرورت پڑی۔ ایرانیوں کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ عملی اقدامات یہ [illegible] ڈالکر اور شرم و حیا جو انسانی فطرت کا ایک شریف جوہر ہے [illegible] حقیقی بہن اور بیٹی [illegible] اور ایک شخص کے واسطے [illegible] دلیل [illegible] جائز قرار دیا جاتا تھا کہ باعتبار [illegible] اور اسکی پرورش کرتا ہے تو وہ اسکے پھل کھانے کا مجاز [illegible] اور یہ رسم ایران [illegible] عام ہو گئی تھی جسکی کوئی حد ہی نہیں [illegible] اور کوئی اسکو برا نہیں سمجھتا تھا بلکہ ایسی ایک معمولی بات سمجھا جاتا تھا جس سے عورتوں کی ذلیل حالت اور بدترین طرز و معاشرت کا پتہ ملتا ہے جب ہر قسم کے ناپاک اور حیا سوز تعلقات

قائم ہوں ایسی حالت میں یہ کون قیاس اور گمان کر سکتا ہے کہ اسطرح کے قبیح تعلقات کے ہوتے ہوئے جائز عزت اور تکریم عورتوں کی کوئی کر سکتا۔ جبکہ ایران کی حالت اس درجہ پر گر چکی تھی تو کون عقلمند یہ امید کر سکتا ہے کہ وہاں عورت کے حقوق کی جائز نگہداشت اور اسکی حرمت و تکریم مناسب حد تک کی جاتی [illegible] ہرگز نہیں بلکہ بہت ہی بڑا [illegible] کے ساتھ [illegible] جاتا تھا [illegible] عورت کی انتہائی [illegible] کا پتہ ملتا ہے۔ بعض نامات [illegible] [illegible]

[illegible] قائم کر [illegible] قائم [illegible] اگر [illegible] اور خدا [illegible] ایمان نہیں ورنہ کبھی ایسا لفظ [illegible] نکالتے [illegible] کہ خدا تعالیٰ کی [illegible] اور [illegible] کی کل امور دیانت کی تکمیل [illegible] ہے اور ان رشتوں اور تعلقات کو قائم کیا ہے۔ لیکن [illegible] کے واسطے [illegible] محال اگر یہ مان لیا جاوے کہ یہ خیال ان کا صحیح ہے تو پھر قابل غور یہ امر ہوگا کہ اس سے نظام عالم [illegible] تمدن کس قدر خلل عظیم واقع ہوگا۔ اخلاقی اور روحانی حالت پر جو [illegible] اثر اور نتائج پیدا ہونگے [illegible] چھوڑ دو عام حالت [illegible] کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا [illegible] انتقال جائداد۔ [illegible] حقوق کی حفاظت جو تمدن کے اجزاء اصلی ہیں وہ کہیں [illegible] رہیں گے [illegible] کوئی صورت نہیں اور کوئی طریق [illegible] تمدن قائم رہ سکے۔ اور جب تمدن ہی اٹھ گیا تو [illegible] برکات اور ثمرات جو حسن انتظام ہی نوع انسان کی [illegible] اور بہبودی کی قومی سر سبزی اور ترقی [illegible] دور ہو کر ہر ایک معاملہ میں بدنظمی اور بیقاعدگی راہ پا جائیگی۔ پس اگر یہ تعلقات زن و شوہر اور ماں [illegible] کے انسان کے بھی [illegible] قرار دیے جائیں تب بھی انکی حرمت اور تکریم لازمی ہے [illegible] یہ انسان نے [illegible] خدا تعالیٰ نے ہی ان تعلقات کو قائم کیا ہے جیسا کہ آگے آئیگا اور قرآن شریف کے حوالہ سے ہم بتائینگے کہ آمیں صراحت کے ساتھ ان پاک رشتوں کا ذکر ہے اور پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرز زندگی اور بھی روشنی ڈالے گی کہ آپ نے کیسے ان تعلقات کے قائم رکھنے کو کس طرح پر دکھایا ہے یہ حالت تو تھی ایران کی جو زرتشتی مذہب کا پایہ تخت تھا اسکے بالمقابل دوسری سلطنت جو عرب کی ہمسایہ مشرقی سلطنت

تھی وہ قسطنطنیہ کی سلطنت تھی جسپر نصرانی توکل پر چم لہراتا تھا اور مذہب کا جوا ابھی قوم کی گردن پر تھا۔ آؤ ہم ان لوگوں کی خانقاہوں اور صومعوں میں دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ یا وجود یکہ پابندی کی شادی نہیں کرتے تھے اور تجرد اپنے مذہب کا جزو اعظم سمجھتے تھے اور اسی طرح ان خانقاہوں میں وہ عورتیں بھی رہتی تھیں جو کنواری مریم کے نقش قدم پر چلنے کیلیے اپنی زندگی وقف کر رہی تھیں۔ اب ان خانقاہوں میں جہاں حضرت یسوع کی پرستش کی جاتی تھی۔ جہاں مقدس مریم کا بت پوجا جاتا تھا [illegible] کی [illegible] کی کوئی حد ہی نہیں [illegible] تھی۔ ان خانقاہوں کے حجرے اور تہ خانوں [illegible] ناجائز تعلق سے مقدس راہبوں کے نطفوں سے پیدا ہوتے تھے۔ اور اس امر کے اخفا کیلیے کہ وہ انکی روحانی پاکیزگی کے راز اور طشت از بام نہ کریں دنیا کی ہوا انکی نہ لگے زیر زمین پہنچا دیے جاتے تھے۔ چونکہ ان پادریوں اور مقدس راہبوں کا سکہ سب کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا اور [illegible] حالت قریب ہو رہی تھی ان کے ہاتھوں [illegible] دوزخ اور بہشت کی کنجیاں دی جا چکی تھیں اور مظلومہ آہ! سخت مظلومہ عورتیں کبھی اپنی جان اور اپنے رشتہ داروں کی بربادی کے خوف سے اپنی عصمت کا گوہر ان سفاکوں کے حوالہ کر دینے [illegible] رضامند ہو جاتی تھیں اور آخر ان حجروں اور تہ خانوں میں جس کا ذکر کیا ہے اور پھر کیا ہے وہ ان مقدس راہبوں کی [illegible] اور ترشیرینے اور بلبلاتے ہوئے معصوم بچوں کو ان جفا کار راہبوں کے حکم سے زندہ گاڑ دیا جاتا تھا یا گلا گھونٹ کر دبا دیا جاتا تھا۔ اور [illegible] روح القدس کی برکت کی تکمیل ہوتی تھی جو ہر تیسرے دن اس مقدس نادرہ پر اترا کرتی تھی۔

یہ [illegible] جو اس مشرقی سلطنت کی رہنے والی عورتوں کی ہے بہت ہی دردناک ہے ہم اسکو بہت طول دینا نہیں چاہتے اور ہم سچ کہتے ہیں کہ اسکے بیان کرنے سے یہی نہیں کہ شرم لگتی ہے بلکہ واقعی اس حالت راہب وہ [illegible] ہو لیتے ہیں [illegible] نہیں سکتے اور سادہ سے سادہ الفاظ بھی [illegible] کے بیان کرنے میں انتہا درجہ کا اثر دلپر کیے بغیر نہیں رہ سکتے۔ غرض ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری پھیر دینے کے رحدل مدعی یہ کارستانیاں قسطنطنیہ کی مشرقی حکومت میں کر رہے تھے۔

ایک اور قابل غور امر یہ ہے کہ جبتک مشرقی حکومت میں حکومت کا طریق شخصی تھا اور پادریوں کی جمہوری سلطنت کا رنگ اختیار نہیں کیا گیا تھا اس وقت تک البتہ عام طور پر زیادہ عہد شکن کو کسی روک ٹوک تھی لیکن جب پادریوں نے جمہوری حکومت کا رنگ اختیار کیا گیا۔ اسوقت سے یہ حالت بہت ہی ناگفتہ بہ تھی (باقی چھٹے نمبر میں)

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سچے خیر خواہوں کیساتھ ہمیشہ کیا سلوک ہوا

اللہ جلشانہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے یٰحسرۃ علی العباد ما یاتیھم من رسول الا کانوا بہ یستھزءون بندوں پر کیا ہی افسوس ہے کہ ان کے پاس کوئی ایسا رسول نہیں آیا جس سے انہوں نے ٹھٹھا نہیں کیا۔ ناشکرے دنیا داروں کا یہ ایک بندھا ہوا قانون ہے کہ وہ اپنے سچے محسن اور اپنے مخلص خیر خواہ کیساتھ ضرور برا سلوک کیا کرتے ہیں۔ انبیاء اور رسولوں سے بڑھکر انسان کا خیر خواہ اور کون ہو سکتا ہے لیکن انبیاء اور رسل کے سوانح عمری پر غور کیا جائے تو دل کو بڑا ہی صدمہ ہوتا ہے کہ کوئی تو آرہ سے چیرا گیا کسی کی کھیلوں سے مارا گیا اور زخمی کیا گیا کسی کو جلاوطن کیا گیا۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ دنیا میں جتنے نبی آئے سب ستائے گئے لیکن میں سب سے بڑھکر ستایا گیا اور ہونا بھی یوں ہی چاہئے تھا کیونکہ سب سے بڑھکر بنی انسان کی خیر خواہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ پیغمبروں کے نائب جانشین اولیاء کرام بھی خدا کے ناشکر بندوں کے ہاتھ سے بہت کچھ ستائے گئے ہیں۔ اہل اسلام میں کوئی شاید ہی ایسا ولی اللہ گزرا ہوگا جسکو غیر تو جانے دو اہل اسلام ہی نے ستایا ہو۔ خلفائے راشدین جن سے بڑھکر خیر خواہ اسلام ابتک کوئی نہیں ہوا انکو اسلام سے خارج کر دیا گیا۔ ان کو گالیاں دینا اب تک بھی بہت لوگوں کے ہاں موجود ہیں۔ ائمہ اربعہ بھی کرکے ظلم و تعدی سے نہ بچے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ کو کمبختوں نے اہل بدعت زندیق کافر تک لقب دیا۔ قید خانہ میں قید کرکے آپ سے اینٹ کوٹنے کا کام لیا۔ آخر کو وہ قید خانہ ہی میں زہر دیکر مار دئے گئے۔ ابو عبد اللہ امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو مخالفوں نے اضل من ابلیس کہا۔ رافضی کہا یمن سے بغداد تک بے عزتی کیساتھ قید کرکے کھینچے گئے اور راہ میں لوگ انہیں گالیاں دیتے جاتے تھے۔ ابو عبد اللہ امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ پر اسقدر ظلم کیا گیا کہ پچیس برس تک جمعہ و جماعت کیلئے باہر نہ نکل سکے۔ ذلت کیساتھ قید کئے گئے۔ ایسی بیرحمی کیساتھ لوگوں نے انکے مشکیں باندھیں کہ ہاتھ بازو سے اکھڑ گیا اور منہ پر کالک کرکے پھرایا گیا اور ایک مسئلہ سے انکار کرنے پر ستر کوڑوں سے مارے گئے اور قید رکھے گئے۔ حضرت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو ... بھاری بھاری زنجیریں انکے پاؤں میں ڈالی گئیں۔ ذلیل کرنیکے لئے مجلسوں میں بلائے جاتے اور لوگ انکو طمانچے مارتے اور منہ پر تھوکتے۔ شام کو جیلخانہ سے نکال کر کوڑے مارے جاتے۔ حضرت امام محمد بن اسمعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وطن سے نکالے گئے جب سمرقند پہنچے تو سمرقند والے بھی اس بات پر راضی نہ ہوئے کہ وہ سمرقند میں رہیں۔ تو آپ نے تہجد کی نماز میں دعا کی کہ خداوند دنیا مجھ پر تنگ ہوگئی ہے تو اب مجھ کو اپنی طرف بلالے۔ پس انہوں نے اوسی ماہ میں انتقال فرمایا۔ قطب الاقطاب بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ شہر بسطام سے سات مرتبہ نکالے گئے حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی (جنکو قوم نے سلطان العارفین کا لقب دیا تھا) تکفیر کی گئی شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ الحسنی والحسینی الجیلانی کو فقہائے کافر کہا۔ ابن جوزی نے ان کے خلاف میں ایک کتاب تصنیف کی۔ شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ جو شیخ اکبر کہلاتے ہیں اون کو نہ صرف کافر کہکر کہا گیا بلکہ علمائے زمانہ نے فتوے دیا کہ ان کا کفر یہود و نصاریٰ کے کفر سے بڑھکر ہے اس پر بھی بس نہیں کی ان کے کل ماننے والوں کو کافر قرار دیا جس نے دل کو بہت فکر نہ ہوئی۔ تب یہ لکھا کہ جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر اور جو کفر میں شک کرنے والے کی تکفیر میں شک کرے وہ کافر۔ حضرت مولانا مولوی جلال الدین رومی صاحب مثنوی شریف۔ مولانا جامی علیہ الرحمۃ۔ شیخ فرید الدین عطار حمۃ کا فر کہتے زمانہ سلمان سو تھے ... اپنی آپ کیا ہیں حجۃ الاسلام مولانا ابو حامد غزالی رحمۃ اللہ علیہ مصنف احیاء علوم الدین و کیمیائے سعادت کافر ٹھہرائے گئے اور ان کی کتابوں کو جلا دینا اور انپر لعنت کرنا ثواب سمجھا گیا۔ ایک شخص نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ آپکے بارے میں یہ کہا جاتا ہے۔ تو اس کے جواب میں حضرت نے لکھا کہ حاسدوں کی باتوں پر خیال نہ کر اور جاہلوں کے لعن طعن سے رنجیدہ مت ہو کیونکہ بڑے بڑے نبیل جان اوس آدمی کو جس کا لوگ حسد نہ کریں اور حقیر سمجھ اوس شخص کو جسکو لوگ کافر اور گمراہ نہ سمجھیں۔ غرض اس قصہ کو کہاں تک طول دیں مختصر یہ ہے کہ کوئی سچا خیر خواہ ہو ہی نہیں سکتا جو ستایا نہ جائے۔ اہل اسلام کے اولیائے کرام کے ساتھ خود مسلمانوں نے جو سلوک کیا ہے اس کو اگر لکھا جائے تو ایک بہت ہی بڑی کتاب تیار ہو سکتی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اللہ جلشانہ اپنے پاک اور مخلص بندوں کو ایسی تکالیف و مصیبت میں کیوں ڈالدیتا ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ جسقدر متقی اور پرہیزگار ہوتا وہ اسیقدر مقبول خلائق ہوتا سب لوگ اسکی قدر و عزت کرتے اور ہر طرح کے آرام اور عافیت سے اس کی زندگی بسر ہوتی تا سب کی آنکھوں میں نیکی کی بھلائی ظاہر ہوتی۔ ہر شخص کھلا دیکھ لیتا کہ خدا سے ڈرنے والے دونوں عالم میں خوش اور با عزت رہتے ہیں۔ کاملین اور مقبولین کا نشانہ آفت و مصیبت و بدنامی و ذلت ہونا انسان کو دھوکے میں ڈالتا ہے اور اس سے ایک قسم کی گمراہی پھیلتی ہے چھوٹی سمجھ کے آدمی سمجھنے لگتے ہیں کہ دغابازی۔ فریب۔ بے ایمانی ظلم شرک و بدعت ہی عمدہ کام ہیں کیونکہ اس سے آدمی خوشحال رہتے ہیں اور دنیاوی کامیابی ان کو نصیب ہوتی ہے۔ اس اعتراض کے جواب پر خوب غور کرنا چاہیئے یہ جہان دار الامتحان ہے۔ اس عالم میں سب باتیں کھلم کھلا نہیں ہوتیں سب چیزوں کی اصل حقیقت کے ظاہر ہونے کا عالم دوسرا ہے۔ یہاں کا کڑوا اس عالم میں میٹھا ہوگا اور یہاں کا میٹھا وہاں کڑوا ہوکر ظاہر ہو جائیگا۔ یہاں سب چیزوں پر ایک قسم کا پردہ ہے مالک بہشت کا اوپر رنج و مصیبت کا پردہ ڈال رکھا ہے اور دوزخ کے اوپر خوشی اور عیش کا غلاف چڑھا دیا ہے۔ مبارک ہیں وہ آنکھیں جو اس عالم میں اسقدر تیز ہیں کہ یہ دو غلاف ہیں پار ہوکر بہشت اور دوزخ کو دیکھ لیتی ہیں۔ بدنصیب ہے وہ جو شراب کی چاٹ تک اور آنی سرور کو دیکھکر لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے اور سیاہ کی ہوا سکو جو اس عالم میں شراب میں موجود کی بدبو کو حس کرتا ہے۔ خدا کے پیارے بندے ستائے جاتے ہیں لیکن نہ اس لئے کہ وہ برباد اور خوار ہوں جیسا کہ ہم عاد اور ثمود ہوئی بلکہ اس لئے کہ ان کے روحانی قویٰ شگفتہ ہوں ان کے مدارج کی ترقی ہو ان کے وجود میں جو خوبیاں چھپی ہوئی ہیں وہ کھل پڑیں۔ وہ رگڑے جاتے ہیں کسطرح جیسے صندل کہ اس کی خوشبو پھیلے وہ پیسے جاتے ہیں لیکن کسطرح جیسے مہندی کہ اس کی عزت بڑھے اور معشوق کے ہاتھ میں لگائی جائے۔ وہ سرنگون کئے جاتے اور ظاہری ذلت میں آلودہ ہوتے ہیں لیکن کسطرح جیسے گیہوں کہ زمین میں ڈالکر کسان اوس کو گرد آلود کر دیتا ہے تا وہ ایک درخت ہوکر بڑھے اور سیکڑوں گیہوں کی صورت میں ظاہر ہو اور کسان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہو۔ کل خدائی راہ میں چلنے والے بالاتفاق اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ رنج و مصیبت اٹھانا دنیا داروں کے ہاتھ سے ذلیل ہونا ناحق کافر کہلانا بہتان اور تہمتوں کا نشانہ بننا ان کو خدا سے قریب کرتا رہا ہے۔ جوں جوں انپر ناحق ظلم کیا جاتا تھا اسیقدر وہ رحمت الٰہی کی جوش کو اپنی طرف دیکھتے تھے ہوتے ہوتے یہانتک نوبت پہنچی ہے کہ وہ کہتے ہیں ؎

آنچہ کفر است بر خلق بر ما دین است
تلخ و ترش ہمہ عالم بر ما شیرین است

ہاں یہ صحیح ہے کہ دنیا داروں نے اونہیں نہایت بیرحمی سے کوڑے مارے ہیں لیکن اندرونی روحانی سرور نے اون کو کوڑے کی چوٹ سے بے پرواہ کر دیا۔ وہ دار پر چڑھائے جاتے ہیں ان کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے ان کی زبان کاٹ ڈالی جاتی ہے لیکن وہ اپنے محبوب ازلی کی روحانی عنایتوں کو بارش کیطرح اپنی طرف دیکھکر ہنستے ہیں اور ظالموں کے غصہ کو اور بھڑکاتے ہیں۔ ظالم حیران ہوتے ہیں کچھ سمجھ نہیں سکتے تو کہنے لگتے ہیں کہ یہ شخص دیوانہ ہے۔ ہاں بیشک دیوانہ ہے لیکن کس کا دنیا کا نہیں خدا کا۔ خدا وہ دیوانگی سب کو نصیب کرے ؎

شاد باش اے عشق خوش سودائے ما
اے طبیب جملہ علت ہائے ما

غرض ظاہری مصیبتیں۔ بلائیں۔ ذلتیں جو خدا کے برگزیدہ بندوں پر آتی ہیں وہ بجائے اس کے کہ ان کے جوش کو دبا دیں۔ ان کی قومی ہمدردی و بنی نوع انسان کی خیر خواہی کے ولولہ کو مردہ کر دیں اور بھی اس جوش کو بڑھاتی اور ابھارتی ہیں۔ ان کا پاک جوش وہ چراغ نہیں جو پھونک سے بجھ جائے۔ بلکہ وہ ایک دہکتی ہوئی آگ ہے جسکو مخالفت کی ہوا اور تیز و تند کرتی ہے۔ مخالفین اپنی بیجا مخالفت سے ان کی ہمت کو اور بلند کرتے ہیں۔ مخالفین انہیں گندی گالیاں دیکر ان پر بہتان باندھکر ان کی تکفیر کرکے ان بزرگوں کو دکھاتے ہیں کہ ہم کس درجہ کی تباہی اور ذلت کو پہنچ گئے ہیں۔ جو ایسا ذلیل کام کر رہے ہیں اپنی قوم کی اس ذلیل حالت کو دیکھکر ان رحمدل بندوں کا دل امڈ کر آتا ہے اور وہ خدا کی بارگاہ میں اپنے ظالموں کیلئے رو رو کر دعائیں کرتے ہیں آخر ان کی اندھیری راتوں کی دعائیں مقبول ہوتی ہیں اور ابر رحمت برس کر ساری قوم کو نئی زندگی بخشتا ہے۔ وہ جو دشمن تھے جان نثار دوست بن جاتے ہیں۔ اہل عرب کی حالت۔ ان کا معاندانہ جوش۔ اور ان کی آخر کو ایک عجیب کایا پلٹ ایک نہایت ہی قابل غور نمونہ ہے۔ پیغمبران خدا اور مصلحان قوم خدائی حکیم و طبیب ہیں جو اس عالم میں روحانی امراض کو دور کرنے کیلئے بھیجے جاتے ہیں۔ اگر مریض بیماری کا چھپانا چاہیں اور اپنے چھپے ہوئے زخموں کو نہ دکھائیں تو وہ حکیم و طبیب سخت دھوکہ میں رہجائیں اس لئے رحمت الٰہی مخالفت کی ہوا کو ایسی تیز کر دیتی ہے کہ مکاری و ریاکاری کا پردہ اڑجاتا ہے اور وہ بڑے مقدس کہلاتے تھے اس ہوا کے ذریعہ سے اپنی چھپی ہوئی گندگی کو ظاہر کر دیتے اور اپنے باطنی کمینہ پن کو سارے جہان کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ مصلحان قوم کا دل اس افسوسناک حالت کو دیکھکر ایسا کڑھتا ہے کہ اس کا اندازہ وہ کر ہی نہیں سکتے جنکی طبیعت میں رحمدلی اور شفقت کا مادہ نہیں۔ کیا ماں اپنے بچے کی مہلک مرض کو دیکھکر سکھ کی نیند سو سکتی ہے۔ ہرگز نہیں تو جان لو کہ مصلحان قوم کے دلوں میں اللہ پاک رحم مادری کیطرح رحمت و شفقت علی الخلق رکھدیتا ہے۔ یہ نیک بندگان خدا قوم کیلئے اسیطرح روتے اور بیقرار ہوتے ہیں جیسے ماں اپنے نہایت ہی مریض بچہ کیلئے روتی اور کلپتی ہے۔

ہاں یہ سچ ہے کہ مصلحان قوم اپنی قوم کو بعض وقت بہت ہی سخت الفاظ میں مخاطب کرتے ہیں۔ لیکن ان سخت الفاظ کے اندر محبت و شفقت بھری رہتی ہے کیا والدین اپنی نالائق اولاد کو برا بھلا نہیں کہتے۔ لیکن کیا جسحالت میں وہ سخت الفاظ میں اولاد کو غیرت دلاتے اور دل دکھانیوالی باتیں کہتے ہیں تو کیا اسوقت ان کے دلوں سے درد فرزندی دور ہو جاتا ہے؟ نہیں بلکہ اسی درد فرزندی کیوجہ سے ان کے الفاظ تیز ہوتے ہیں۔ ان کی زبان سے تو غصہ بھرے ہوئے الفاظ نکلتے ہیں لیکن دل ونکار روتا ہے۔ بعض اوقات مصلحان قوم عمداً سخت الفاظ استعمال کرتے ہیں نہ از غرض انتقام بلکہ اس پاک ارادہ کی وجہ سے کہ شاید ان سخت لفظوں سے ہی کسی مردہ میں جان آوے۔ بے غیرت میں غیرت پیدا ہو۔ جب کبھی لڑکا جو ماں کی پیٹ میں زندہ تھا پیدا ہوتے ہی بالکل مردہ معلوم ہوتا ہے تو ڈاکٹر اس بچہ کو اول پہلے گرم پانی کا چھینٹا اور پھر سرد پانی کا چھینٹا مارتا ہے۔ اور اس طور سے بار بار گرم و سرد پانی کا چھینٹے مارنے سے اکثر لڑکے زندہ ہو جاتے ہیں۔ مصلحان قوم بھی اس قسم کے ڈاکٹر ہیں جو اپنے تیز اور دل دکھانیوالے الفاظ کے گرم اور میٹھے اور پیاری اور درد بھرے الفاظ کے سرد چھینٹوں کو مار کر اپنی مردہ قوم کو زندہ کرتے ہیں۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو ان ڈاکٹروں کے ذریعہ سے زندہ ہوتے ہیں۔ ڈاکٹروں کا جلایا ہوا پھر ایکدن مرجاتا ہے لیکن ان روحانی ڈاکٹروں کا زندہ کیا ہوا انسان کبھی نہیں مرتا وہ ہمیشہ کی زندگی پاکر زندہ ہو جاتا ہے۔ پیغمبران خدا اور مصلحان قوم مثل گل کے خوشبو و خشک ہیں۔ آفت و بلا کی کولہو میں ڈالے جاتے ہیں۔ لیکن جہان بھر میں جو پھیل رہی ہے سب انہی کی ذات سے ہے اس جہان میں گمراہ انسان کی ہدایت کیلئے اگر کوئی ایک مختصری بھی نصیحت ہم کو ملتی ہے تو وہ ضرور کسی ہادی برحق کی پھیلائی ہوئی ہے۔ نور زمین سے نہیں نکلتا۔ نور آسمان سے اترتا ہے۔ پس اس اندھیری دنیا کو اوجالا بنانے کیلئے آسمان سے نازل ہونے والے خدا کے بندوں نے نور لاکر ہدایت کو پھیلایا خدا اپنی رحمت ان پاک بندوں پر نازل کرے۔

مراسلت

چون خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ صادقان کند

۱۶ فروری ۱۹۰۴ء کے ضمیمہ شحنۂ ہند میں مدنی شاہ [illegible] کا ایک مضمون معہ ایڈیٹوریل نوٹ میری نظر سے گذرا ہے [illegible] بڑی بات یہ ہے کہ [illegible] حضرت مرزا اور حضرت احمدیت [illegible] اور صرف دنیا طلبی اوس کی [illegible] تو شیطان عالی ہین [illegible] گویا مسلول کرتا ہے پھر اونکے انعال [illegible]

مدنی شاہ نے اٹاوہ کے چند روزہ قیام میں جو کیا اور شہر میں اپنے اعمال حسنہ کے بدولت حاصل کیا تہی اوس کو [illegible] آیا تہا اور زیر بحث معاملہ کو مخفی رکہا [illegible] کرنیکا ارادہ ملتوی کر دیا تہا مگر [illegible] انہوں نے ایک اشتہار زیر طعن [illegible] کی اور [illegible] پبلک [illegible] اسلئے اونہوں نے اوس کی پردہ دری کا اسباب خود [illegible] سے پیدا کرایا ہے [illegible] ہم بہی اصل واقعات کے اظہار پر مجبور ہیں۔

مدنی شاہ جب اٹاوہ میں تشریف لائے تو وہ حاجی پیر بہن شاہجہان [illegible] شاہجہان [illegible] کے دروازہ تک مقیم رہے خوب [illegible] نذرانہ وصول کیا۔ اکثر وہ شاہجہان [illegible] نے مدنی شاہ سے دریافت کیا کہ ہمارے حضرت حاجی صاحب قبلہ جناب مرزا صاحب [illegible] ہیں۔ مدنی شاہ نے بیان کیا کہ ایکدفعہ حافظ عبد القیوم صاحب پانی پتی نے مرزا صاحب کی بابت حاجی صاحب سے دریافت کیا تہا تو آپ نے فرمایا کہ وہ مرزا صاحب سچے ہیں اون کو ہرگز برا نہیں کہنا چاہیے۔ کسی نے اعتراض کیا کہ مرزا صاحب تو مسیح ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو حاجی صاحب نے فرمایا کہ وہ مسیح کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں جب مدنی شاہ نے حاجی صاحب کا یہ مقولہ بیان کیا تو شاہجہان وغیرہ نے اس کا عام طور پر تذکرہ کیا جب میں نے یہ روایت سنی تو بغرض تحقیق مدنی شاہ کے پاس میں بہی گیا۔ سید محمد محسن صاحب عرف شہزادہ نواب محسن الملک کے بیرے میرے ساتھ تہے منشی باقر حسین صاحب نوشنویس کاتب البشیر بہی اٹاوہ ہی آگئے تہے ان صاحبوں کے روبرو میں نے مدنی شاہ سے اوس تقریر کا اعادہ چاہا جو انہوں نے شاہجہان وغیرہ سے حسب روایت حافظ عبد القیوم و حاجی صاحب

جناب مرزا صاحب کے متعلق کی تہی۔ تو مدنی شاہ نے جو شاہجہان سے بیان کیا تہا جسکا ذکر ہم اوپر لکہہ آئے ہیں وہ ہمارے سامنے بہی بیان کیا اور اپنا ذاتی خیال یہ ظاہر کیا کہ مرزا صاحب فنا فی اللہ ہو کر نور سے بہر گئے ہیں۔ وہ اگر اپنا محمد بہی کہیں تو ہم سب کو تسلیم کرنا پڑیگا۔ جب ہم لوگ وہان سے چلے آئے تو آپ نے عام طور پر لوگوں سے اس بات کا ذکر کیا۔ مولوی تفضل حسین صاحب پنشنر تحصیلدار و رئیس اٹاوہ کو بہی یہ حال معلوم ہوا۔ تو وہ دوسرے تیسرے روز مدنی شاہ کی زبان سے یہی باتیں سننے کیلئے اون کے قیامگاہ پر خود تشریف لے گئے۔ میں بہی ہمراہ گیا [illegible] مدنی شاہ سے ملاقات ہوئی۔ ابو الحسن شاہ صاحب وارثی برادر شیخ عنایت حسین صاحب مختار اور شیخ سعید احمد صاحب بقال بہی اوس وقت موجود تہے۔ ان سب لوگون کے سامنے مدنی شاہ نے مرزا [illegible] کے دعاوی کی پوری تصدیق کی۔ مولوی تفضل حسین صاحب رئیس نے مدنی شاہ صاحب سے [illegible] کہ مرزا صاحب کی نسبت [illegible] حاجی صاحب نے مرزا صاحب کی [illegible] تحریر فرما دیجئے۔ تو مدنی شاہ نے [illegible] کچھ فائدہ نہیں۔ جاہل مخالف میری تحریر کو کب مانیں گے۔ بات ٹالدی۔

پہر ایک مرتبہ مدنی شاہ نے [illegible] شاہ وارثی و مطلوب شاہ وارثی و ابو الحسن شاہ وارثی وغیرہم کے سامنے حضرت مرزا صاحب کا [illegible] کیلئے مجہسے اصرار کیا۔ میں نے مدنی شاہ کو حضرت مرزا صاحب کا فوٹو دکہایا تو مدنی شاہ نے لغو [illegible] دیکہا [illegible] تو میں انوار نظر آتے ہیں [illegible] کا استغراق قلب کیطرف ہے مخالفون کو کہا [illegible] مانو تو نہ مانو۔

دوسری مرتبہ جب ابو الحسن شاہ وغیرہ بہی موجود تہے [illegible] مرزا صاحب کا فوٹو [illegible] مدنی شاہ نے حضرت اقدس کے نسبت فرمایا کہ ایسے ولی اللہ دنیا میں اب بہی چہپے ہوئے ہیں۔

مجہسے اور اور لوگون سے [illegible] محلہ والون نے یہ خواہش ظاہر کی کہ مدنی شاہ کو ہمارے محلہ میں بلایا جاوے تو میں نے مدنی شاہ سے تحریک کی۔ آخر دو تین روز بعد مدنی شاہ ابو الحسن شاہ وارثی کے ساتہ [illegible] خانصاحب [illegible] بہائی یوسف علی صاحب مولوی تفضل حسین صاحب اس وقت موجود تہے اور ایک صاحب اور بہی جو مولوی تفضل حسین صاحب سے ملنے کو تشریف لائے تہے۔ اسوقت میرے مکان پر موجود تہے۔

مولوی صاحب نے شاید کتاب تریاق القلوب مدنی شاہ کو سنائی مدنی شاہ نے خود بہی وہ کتاب بلاحظہ فرمائی۔ اوسوقت مدنی شاہ نے کہا کہ مرزا صاحب کے دعاوی کا معتقد ہون۔ مخالفون کا ذکر آیا تو مدنی شاہ نے کہا کہ جسطرح مخنث شہوت کے مزہ کو

نہین جانتا اسیطرح مخالفین مرزا صاحب کے مرتبہ کو نہین جانتے۔ چلتے وقت کہنے لگے کہ اس کتاب کے پڑہنے سے کئی باتین ایسی معلوم ہوگئین جن سے مین مخالفین کا منہ بند کر سکتا ہون۔ پہر میں کچہری چلاگیا اور مولوی تفضل حسین صاحب مدنی شاہ اور ابو الحسن شاہ صاحب کو اپنے مکان پر لیگئے۔ سنا گیا کہ وہان پر ایک مجمع ہوگیا۔ مدنی شاہ نے مرزا صاحب کی پہر تصدیق کی اور تجمل حسین صاحب سے جو مولوی تفضل حسین صاحب کے بڑے صاحبزادے ہیں اور مرزا صاحب کے سخت مخالف وہ چکے ہیں ایک توبہ نامہ لکہوایا جسکی تصدیق مولوی تفضل حسین نے کی اور وہ توبہ نامہ مولوی صاحب موصوف کے پاس موجود ہے۔

اسی اثناء میں یہ واقعہ پیش آیا کہ مدنی شاہ میر عزیز حسن صاحب اثنا عشری رئیس آنریری مجسٹریٹ اٹاوہ کے مکان پر تشریف لیگئے۔ وہان انہوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فضائل بیان کئے اور ان کو [illegible] سینے میں بہت غلو کیا [illegible] بدیم شاہ کو معلوم ہوئی [illegible] بدیم شاہ کو [illegible] پر [illegible] مدنی شاہ [illegible] بدیم شاہ سے جلالی [illegible] شاہ ذاذ کی تلف [illegible] نوبت پہونچائی [illegible] ایک خط دیوہ کو معروف شاہ وارثی پیشکار حاجی وارث علی شاہ صاحب کا [illegible] اور اس خط میں بدیم شاہ نے مدنی شاہ کا تمام [illegible] وہ حالات درج کر [illegible] سلطان جہان صاحب وارثی [illegible] بیان کر تے تہے کہ اوس خط کے جواب میں حاجی صاحب کی طرف [illegible] شاہ کا لکہا ہوا مدنی شاہ کیلئے ایک عتاب نامہ آیا۔

جب یہانتک نوبت پہنچی تو مدنی شاہ نے شاید آئندہ حاجی کا [illegible] تحریر آپ سے طلب کی تہی وہ انہوں نے دی نہیں [illegible] ہماری طرف کی ایک اشتہار [illegible] فروری ۱۹۰۴ء کو شائع کیا گیا جسکی نقل مطابق اصل بغرض ملاحظہ ناظرین پیش کیجائیگی۔

ہمارے اشتہار کے شائع ہونے پر مخالفین میں ایک کہلبلی مچگئی اور حاجی صاحب کے بعض مریدون نے اپنی بات گرتی ہوئی دیکہکر مدنی شاہ پر دباؤ ڈالا تو مدنی شاہ کی [illegible] اور [illegible] بہیکا ان تمام واقعات کو جنکا ذکر ہم اوپر لکہہ آئے ہیں اور جو شہر میں مشہور ہو گئے تہے صاف انکار کر دیا اور آیۃ کریمہ لا تخشوھم واخشونی پر کچہہ لحاظ نہ فرمایا۔

جب حاجی صاحب کے ان مریدون نے دیکہا کہ مدنی شاہ ہمارے قابو میں آگئے تو چند لوگون نے کٹرہ کی مسجد میں ایک جلسہ کیا اور اس جلسہ میں مدنی شاہ کو بلایا۔ اوس وقت مدنی شاہ نے اپنی فقیری اور ایمانداری کے خوب جوہر دکہلائے خدا کے گہر میں انہوں نے صریحًا جہوٹ بولا اور ہم پر لعنت بہیجی۔ فالی اللہ المشتکی۔

چونکہ لعنت غیر مستحق کی لوٹکر لاعن پر ہی پڑتی ہے اس لئے اس لعنت کا فوری اثر یہ ہوا کہ جو لوگ مدنی شاہ کی پہلی تقریر سن چکے تہے عام اس سے کہ وہ جماعت احمدیہ میں داخل تہے یا نہ تہے انہوں نے مدنی شاہ کو سب و شتم سے یاد کیا اور اسی روز سے اون کی وہ پہلی عزت کافور ہوگئی

دوسرا اثر اس لعنت کا اون پر یہ پڑا کہ وہ مذکورہ بالا جلسہ کے بعد ہی حاجی صاحب کی دربار سے جسکو وہ خدا کا دربار سمجہتے ہین نکالے گئے لعنت کا مفہوم بہی یہی ہے کہ خدا سے دوری نصیب ہو یہ روایت عام طور پر اٹاوہ میں حاجی صاحب کے مریدوں کی زبانی مشہور ہوگئی

تیسرا اثر لعنت کا اون پر یہ پڑا کہ جب وہ کٹرہ شہاب خان میں کسی شخص کے زنانہ مکان میں رہنے لگے تو وہان سے اون کو ناگفتہ بہ حالت کے ساتہ علیحدہ ہونا پڑا۔

یہ ایسے واقعات ہیں جو اٹاوہ میں عام طور پر مشہور ہیں اور کوئی ایماندار آدمی ان سے انکار نہیں کرسکتا

چوتہا اثر لعنت کا مدنی شاہ کی ذات پر پڑا اور جو ادے سے گویا ہلاک کر گیا وہ ہمارا دوسرا اشتہار ہے جو مدنی شاہ کے انکار پر ۲۶ فروری ۱۹۰۴ء کو شائع ہوا جسکی وجہ سے مدنی شاہ کو اٹاوہ میں منہ دکہانیکی جا نہ رہی۔ آخر اوسے نہایت ذلت و ندامت کے ساتہ خفیہ طور پر اٹاوہ سے بہاگنا پڑا۔ مثل ہے کہ ترا کیا نہ کرتا اور ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے۔ اٹاوہ کے بعض شرارت پیشہ شیطنت مجسم مفسدہ پرداز و حیلہ ساز موسوسون نے اونہیں شحنہ ہند کی جناب میں رجوع کرنیکی تحریک کی۔

الجنس میل الی الجنس۔ ایڈیٹر شحنہ ہند اونکی اعانت پر آمادہ ہوگئے اور صریح جہوٹا مراسلہ شائع کر دیا

مگر جس شخص کو خدا ذلیل کرنا چاہے اوسے انسانی یا شیطانی حمایت کیا عزت بخش سکتی ہے اس لئے مدنی شاہ پہلے تو صرف اٹاوہ میں ہی ذلیل ہوا تہا۔ اب اس مراسلہ کی بدولت دنیا بہر میں ذلیل ہوگیا اور خود تو ڈوبا ہی تہا ایڈیٹر شحنہ ہند کو اور اپنے ساتہ لے ڈوبا۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین۔

اگر مدنی شاہ میں کچہہ بہی غیرت و حمیت و سچائی کی حرارت ہے تو وہ اٹاوہ میں آئے اور ہمارے اشتہار ۲۶ فروری ۱۹۰۴ء کے مطابق جلسہ عام میں قرآن شریف کا حلف اٹہا کر بیان کرے کہ اوس نے مرزا صاحب کی دعاوی کی تصدیق کی ہے یا نہیں۔ ہم دیکہتے ہیں کہ اب وہ میدان میں آتا ہے یا نہیں یا شغال کیطرح دم دبا کر ایڈیٹر شحنہ ہند کی پریس میں پناہ لیتا ہے اس جلسہ میں وہ گواہ بہی بلائے جائینگے جنکے نام ہمارے دوسرے اشتہار میں درج ہیں۔

اب ہم دونوں اشتہاروں کی نقل درج ذیل کرنے سے پیشتر معروف شاہ وارثی پیشکار حاجی وارث علی شاہ صاحب و حافظ عبد القیوم کے ان خطوط کا اقتباس بغرض ملاحظہ ناظرین پیش کرتے ہیں جو مدنی شاہ کے متعلق دونوں صاحبوں نے ہمارے خطوط کے جواب میں بہیجے ہیں۔

معروف شاہ وارثی رئیس دیوہ کا خط ہمارے نام

از دیوہ شریف　　　۱۲ فروری ۱۹۰۴ء

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایت مہر و وفا مپرس

مشفق عنایت فرمائے من تسلیم

عنایت نامہ دستیاب ہوا۔ جواباً نگارش ہے کہ جس بارہ میں آپ مجھ سے دریافت کرتے ہیں اوس کے ساتھ ایک خط اٹاوہ سے بیدم شاہ کا بھی میرے پاس آیا تھا کہ مدنی شاہ نے یہاں حضرت صاحب قبلہ کے حوالے سے ایسا ایسا بیان کیا اون کو میں نے جناب حضرت صاحب قبلہ سے تحقیق کر کے جواب میں کہہ دیا تھا کہ اوس کا بیان غلط ہے یہ مقولہ جناب حضرت صاحب کا فرمودہ نہیں ہے۔ لہذا اوس کے بیان سے قطع نظر ضروری ہے۔ وہ لغو گو ہے اسکی بات کا ہرگز کوئی اعتبار نہیں کرنا چاہیئے اور وہ یہاں کا نہ مرید ہے نہ فقیر کو اوس سے کچھ تعلق نہیں چند روز سے سکونت اوس کی دیوہ میں ضرور ہے اور سکونت تھا اوس کی اسطرح پر ہے کہ گویا اوس کا بے ٹھکانا گوارہ دیوہ میں ہے۔ باقی زیادہ تر وہ باہر رہتا ہے۔

راقم معروف شاہ وارثی

حافظ عبد القیوم صاحب پانی پتی کے خط مورخہ ۲۳ ذی الحجہ کا خلاصہ

مشفق صاحب مکرم بندہ۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ جن صاحب نے آپ سے درباره قادیانی یہ کہا ہے کہ جناب قبلہ عالم حاجی صاحب دام اللہ برکاتہم سے .... منع ہونا کہا ہے بالکل غلط ہے ...... اور مدنی شاہ صاحب کا نام مجھ کو بھی معلوم ہونا چاہیئے وہ بالکل غلط کہتے ہیں ...... مکرر التماس ہے کہ اب یہ فقیر دہلی سے شریف جاتا ہے۔ ۴ ذی الحجہ کو چلا جاویگا۔ مدنی شاہ صاحب کے نام و حلیہ سے مطلع کیا جاؤں۔

محمد عبد القیوم وارثی از کرنال
درگاہ حضرت قلندر صاحب رحمۃ علیہ۔

ایڈیٹر: ہم ان دونوں خطوں کو معہ اپنے خطوں کے علیحدہ شائع کرانا چاہتے ہیں اس وقت دونوں خط حرف بحرف نقل کر کے شائع کئے جائینگے ان دونوں خطوں کے جواب میں جو خط ہم نے ۲۵ فروری کو روانہ کیا ہے اوس کا جواب ابتک ہمارے پاس نہیں آیا اس لئے ہم نے ان دونوں خطوں کا اقتباس کر کے جہاں تک اون کو مدنی شاہ سے تعلق تھا بالفعل شائع کر دیا۔ منہ۔

نقل

اشتہار واجب الاظہار

جاء الحق و زھق الباطل ان الباطل کان زھوقا

حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب مدظلہ متوطن دیوہ شریف کے مریدوں کو ایک ضروری اطلاع

حسن اتفاق سے ایک بزرگ یعنی جناب مدنی شاہ صاحب جو حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب متوطن دیوہ شریف کے مرید مخلص ہیں آجکل اٹاوہ میں تشریف لائے ہیں۔ اونکی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ ایک جلسہ میں جس میں حافظ عبد القیوم صاحب پانی پتی بھی موجود تھے حضرت مرزا صاحب قادیانی کی بابت حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب سے دریافت کیا گیا تو حاجی صاحب موصوف نے فرمایا کہ مرزا صاحب قادیانی سچے ہیں اون کو ہرگز برا نہیں کہنا چاہیئے۔ اعتراض کیا گیا کہ مرزا صاحب تو مثیل مسیح ہونے کا دعوے کرتے ہیں۔ اسپر حاجی صاحب نے فرمایا کہ مرزا صاحب سیدنا حضرت مسیح علیہ السلام کے درجہ پر پہنچے ہوئے ہیں۔"

پس اب حضرت حاجی صاحب مدظلہ کے مریدوں کی خدمت میں میری یہ التماس ہے کہ وہ اپنے پیر و مرشد کی اس شہادت حقہ کو صدق دل سے قبول کر لینگے اور حضرت مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت سے باز آ جاوینگے بلکہ اس آسمانی نور سے جو کفر و ضلالت کی تاریکی کو دور کرنے کے لئے آسمان سے نازل ہوا ہے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرینگے۔ اگر کسی صاحب کو میری تحریر میں شبہ ہو تو اون کو اختیار ہے کہ جناب مدنی شاہ صاحب سے خود طلکرا سبارہ میں تحقیق فرمالیں یا براہ راست حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب مدظلہ سے دریافت کر لیں۔ میں اسموقعہ پر حضرت مدنی شاہ صاحب کی حق پسندی و برکت و استقامت کا بھی دل سے مداح و ممنون ہوں کہ اونہوں نے اظہار حق میں لومۃ لائم کا کچھ خیال نہ کیا اور اٹاوہ کے بہت سے معزز آدمیوں کے روبرو ایک سچی شہادت کو دلی انشراح کے ساتھ ادا کر دیا۔ خداوند کریم اون کی جزا دے۔ امید ہے کہ خدا ترس انصاف دوست حضرات حضرت حاجی صاحب کے اس ارشاد سے ضرور فائدہ اوٹھائینگے اور مولوی تجمل حسین صاحب وغیرہ کیطرح حضرت امام الزمان مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بدگوئی اور مخالفت سے توبہ کرینگے۔

المشتہر

سید صادق حسین مختار عدالت۔ سابق ایڈیٹر اخبار اظہار الحق اٹاوہ - ۸ فروری ۱۹۰۴ء

اعلان دافع البہتان

ہم نے جو اشتہار واجب الاظہار مورخہ ۸ فروری ۱۹۰۴ء کو شائع کیا تھا اوس کے متعلق ہمیں معلوم ہوا کہ چند مسلمان اٹاوہ نے کٹرہ شہاب خان کی مسجد میں ایک جلسہ کیا اور اس جلسہ میں مدنی شاہ صاحب بھی بلائے گئے تھے اور مدنی شاہ صاحب سے ہمارے اشتہار مورخہ ۸ فروری کے متعلق دریافت کیا گیا تو باختلاف روایت مدنی شاہ نے کہا کہ "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" میں نے وہ الفاظ جو حاجی صاحب کی زبانی اشتہار واجب الاظہار میں لکھے ہیں بیان نہیں کئے نہ میرا وہ مفہوم تھا جو اشتہار میں لکھا ہے میں نے جو بیان کیا ہے لکھکر دونگا مدنی شاہ صاحب کی اس غلط بیانی نے بہت سے مسلمانوں کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اشتہار واجب الاظہار میں مذکورہ غلط اور خلاف واقعہ باتیں تحریر کی گئی ہیں۔ اس لئے اس الزام کو دفع کرنے کیلئے ہمیں ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ اعلان شائع کریں لہذا جمیع مسلمانان اٹاوہ کی خدمت میں گذارش ہے کہ جناب مولوی تفضل حسین صاحب منشی ڈپٹی کلکٹری کی کوٹھی پر ایک عام جلسہ کیا جاوے جس میں مدنی شاہ صاحب بلائے جائیں اور انہیں قرآن شریف کا حلف دیکر یہ دریافت کیا جائے کہ انہوں نے مرزا صاحب قادیانی کی بابت حاجی صاحب کا ارشاد کیا بیان کیا ہے اور نیز خود مدنی شاہ نے حضرت مرزا صاحب کی بابت اپنا ذاتی خیال کیا ظاہر کیا تھا۔ اگر ایسا کیا جائیگا تو ہمارے اشتہار کی صداقت تمام لوگوں پر ظاہر ہو جائیگی اور یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مستحق کون ہے۔

ہماری تحریر کے گواہ صاحبان ذیل ہیں اگر ان سے حلفاً دریافت کیا جائیگا تو یہی ظاہر ہو جائیگا کہ جو کچھ ہم نے مدنی شاہ صاحب کا بیان اپنے اشتہار میں لکھا ہے وہ سچ اور بالکل صحیح ہے۔ مدنی شاہ صاحب اگر لوگوں سے ڈر کر اپنے بیان سے منکر ہو جائیں۔ تو اوس کا وبال اونہیں پر ہے ہمارا دامن اوس سے پاک ہے نام ان گواہوں کے جنکے سامنے مدنی شاہ نے ہمارے اشتہار واجب الاظہار کے مطابق بیان کیا۔

(۱) ابو المحسن شاہ صاحب مرید حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب
(۲) بیدم شاہ صاحب مرید حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب
(۳) سید محمود حسین صاحب عرف شہزادہ صاحب رئیس
(۴) مولوی تفضل حسین صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر رئیس اٹاوہ
(۵) منشی سید حسین صاحب خلف اوسط مولوی صاحب موصوف
(۶) میر رحمت علی صاحب ساکن شکوہ آباد۔
(۷) امداد خانصاحب نابینا موذن مسجد محلہ چوپہٹا۔
(۸) شیخ سعید احمد بخالی ساکن کٹرہ شہاب خان
(۹) مظفر علیخانصاحب مرید حضرت حاجی وارث علیشاہ صاحب
(۱۰) شیخ باقر حسین صاحب کاپی نویس البشیر پریس اٹاوہ
(۱۱) مولوی تجمل حسین صاحب خلف اکبر مولوی تفضل حسین صاحب
(۱۲) شیخ ابن حسن صاحب بیندار رئیس اٹاوہ
(۱۳) خانصاحب نذیر خان ساکن کٹرہ شہاب خان۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سے گواہ ہیں جنکے نام طوالت کی وجہ سے ترک کئے گئے۔

المشتہر

خاکسار صادق حسین مختار - سابق ایڈیٹر اخبار اظہار الحق اٹاوہ - ۱۶ فروری ۱۹۰۴ء۔

مسلمانوں کی حالت اور امام کی ضرورت

موضع تیماپور تعلقہ شوراپور ضلع لنگسگور حیدرآباد دکن میں ایکماہ کے عرصہ سے طاعون جاری ہے۔ دوم تعلقدار صاحب و ڈاکٹر صاحب و تحصیلدار صاحب بوجہ انتظام طاعون تعلقہ شوراپور سے جو ایک میل کے فاصلہ پر ہے تشریف لائے اور ماحضر دوکانوں پر بیٹھ کر موضع کی صفائی کا انتظام فرما رہے تھے۔ اسی اثنا میں ایک مسلمان صاحب لمبی داڑھی والے اگر سرکار سے یہ عرض کی کہ سیندی والے کہ دارو تین روز کی باسی سیندی بیچتا ہے ہم لوگوں کو پینے سے بیمار ہونیکا اندیشہ ہے اونکو ہمیں اسکا انتظام ضروری ہے۔ ڈاکٹر سکھنندلال صاحب جو ہندو تھے انہوں نے کہا کہ تم تمام لوگ سیندی پینے والے ملکر آپس میں اتفاق کر کے دو چار روز سیندی پینا ہی چھوڑ دو تو وہ ہر روز تازی سیندی لاکر فروخت کریگا۔ یہ سنکر وہ مسلمان صاحب کو کوئی جواب نہ دیسکا۔ آخر کار ڈاکٹر صاحب نے اوسکی دوکانوں تک جا کر تمام سیندی آبادی سے چار سو قدم کے فاصلہ پر ہے بہادی پھر اسکے تین چار روز بعد کل موضع تیماپور خالی کرنیکیلئے ہم تین عہدہ دار سرکاری تیماپور ہی پر آ کر سب موضع کی رعایا کو جمع کئے اور بستی خالی کرنیکے فائدے حاضرین کو سنا کر مکانات خالی کرنیکی ترغیب دی۔ ایک مسلمان صاحب نے کہا کہ سرکار عالمین سوچ کر ہیں ہمارا اب طاعون کا زور نہیں ہو گا سب بلا گئی گو گوینڈ نایک صاحب تعلقدار نے جو برہمن ہیں کہا کہ یہ بیکار خیالات ہیں ایسا سے کام نہیں چلتا۔

پھر محرم کو خاکسار کسب لوگوں کی حالت جو بلی کی گاڑی کے باہر پر دیکھنے کیلئے گیا تو منفرق پھیر لگا رہے تھے۔ ایک ملکہ قصائی زچار پانچ مسلمان صاحبان سید آتیں جارہی تھی وہ مجھے دیکھکر نہ دیکھی آگے اور قصائی کہا کہ ملدا ذبح کرنا ہے آپ ذبح کر دیجئے۔ خاکسار اس خیال سے کہتا یہ ہے کہ شکر اللہ کا ہو چونکہ شدہ بستی کی دن بھی ہیں نیز اگر ترک طاعون کی وجہ سے پیر وقتی مدد نیا نہ بھی کرتے ہیں مجھے اون مسلمانوں کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ یہ لوگوں سے ذبح کرا لو تو قصاب نے جواب پا کہ ان صاحبوں کو ذبح کرنے میں کوئی کہتا ہے کہ مجھے ذبح کرنا آتا ہی نہیں۔ کوئی کہتا ہے مجھے آنکھ کے برابر نظر نہیں آتا۔ تو خاکسار نے کہا

کہ یہ لوگ کر سکتے ہیں نہیں کوئی بڑی بات ہے۔ پھر قصاب نے اون سے دوبارہ ذبح کے لئے اصرار کیا تو وہ انکاری کر گئے۔ آخر قصاب نے یہ کہا کہ نیت پڑھو کر چھری پر دم کر دو میں ذبح کر لیتا ہوں یہ مجھے بھی میں نے ہزار ہنگ شا اور اس نے کہا کہ کسی کی مدد نہ ہو کا کیا تو نہیں ہے قصاب نے کہا نہیں صاحب میں کسب ہیں دوکان لاتا ہوں گوشت فروخت کرنے کیلئے کا شتا ہوں۔ میں اسکے ساتھ چلکر ذبح کرا دیا مجھے یہ یقین ہوا کہ بعض وقت ایسے لوگ چھری پر نیت پڑھ دیتے ہونگے۔ اسلئے اونسے ایسا سوال کیا۔ یہ مسلمانوں کی حالت ہے۔ پھر اوس پر یہ خیال

مظلومانِ پوسٹ آفس

اور سیر اور انکی مشکلات

دیہاتی چٹھی رسانون اور ہرکارون کے کام کی نگرانی کیلئے ۲۰ ماہوار کے اورسیر مقرر ہین جنکا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ دیہات مین گشت کرکے یہ دریافت کرین کہ آیا چٹھی رسان اپنے وقت پر آتا ہے یا نہین اور اگر آتا ہے تو لوگون سے ناجائز طور پر کچھہ وصول تو نہین کرتا اور اسی قسم کے کام ان کے سپرد ہوتے ہین جن پر بحث کرنا اسوقت ہمارا کام نہین ہے بلکہ ہم اس نوٹ مین صرف افسران بالا دست کو اس امر پر توجہ دلاتے ہین کہ بلحاظ ان کی ذمہ داری اور کثرت کام کے جوان کو معاوضہ دیا جاتا ہے وہ کافی نہین ہے اور اسکی معاوضہ کیوجہ سے اور ان مشکلات کیوجہ سے جو روزانہ سفر کی وجہ سے ان کو پیش آتی ہین یا تو وہ اس امر پر مجبور ہوتے ہین کہ اپنی کارگذاری فرضی دکہائین - چنانچہ کبھی کبھی افسران بالا دست کے پاس اس قسم کی شکائتین بھی ہو جاتی ہین کہ فلان اورسیر جہوٹی ڈائریان بناتا ہے - لیکن اگر ایسی شکایات صحیح بھی ہون تو ہم پوچھتے ہین کہ اس قسم کی فرضی کارروائیان کرنے کی تحریک کیا خود اعلےٰ افسر نہین دیتے؟ جب کہ وہ ان کے پاس اسقدر کام دیدیتے ہین جو وہ کر نہین سکتے اور روزانہ سفر اور بھی اون کی طاقتون کو کمزور کر دیتا ہے اورسیر اپنے فرض منصبی کو پوری تندہی اور کمال دیانت داری سے اسوقت ادا کر سکتے ہین جب کہ ان کو ہارس الونس دیا جاوے اور ایک گھوڑا رکہنے کے واسطے ان کو تاکید کی جاوے - سواری کی حالت مین روزانہ سفر ان کو ناگوار نہین معلوم ہوگا - اور ان کو فرضی کارروائی کرنے کیواسطے کوئی موقعہ نہین رہیگا - اگرچہ اسوقت ہم کسی پر یہ الزام نہین لگاتے کہ فلان شخص فرضی کارروائی کرتا ہے لیکن اس مین کوئی کلام نہین کہ موجودہ صورت مین سفر کی مشکلات انکو اس قسم کی تحریک ضرور کر سکتی ہین - اس لئے ہم افسران بالا دست کی خدمت مین التماس کرتے ہین کہ اس عہدہ کی حیثیت اور وقعت کو قائم رکھنے کے خیال سے اور ان بیچارون کی حالت زار کا اندازہ کرکے ان کیلئے یا تو ہارس الونس تجویز کیا جائے اور یا اگر یہ فی الحال مناسب ہو تو کم از کم اتنا ہی ہو کہ فی میل کے حساب سے سفر خرچ ملا کرے اور اگر یہ بھی نہ ہوسکے تو یہ کہ انکی تنخواہ ہی کم از کم بیس روپیہ ماہوار ہو - ہم امید کرتے ہین کہ افسران بالا دست اس سوال پر غور کرینگے

مدرسون مین ڈاکخانے

ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم اور ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات کی توجہ طلب

ڈاکخانے کی فوائد کے عام کرنے اور کثرت سے ڈاکخانے کہولنے کی ضرورت نے سررشتہ پوسٹ آفس کو ایک وقت مین اس تجویز کی طرف مائل کیا تہا کہ خفیف سا الونس مدرسون کو دیکر مدرسون مین ڈاکخانے کہولے گئے تہے - چنانچہ اسوقت تک کثرت کے ساتہ ایسے ڈاکخانے موجود ہین جنکا تعلق مدرسون کے ساتہ ہے لیکن غور طلب یہ امر ہے کہ کیا اس تجویز سے پبلک یا سرکار کو کوئی فایدہ پہونچتا ہے یا نہین؟

ابتدا جب یہ تجویز کیگئی تہی - تو ان مدرسون کے ڈاکخانون کی نگرانی اور انتظام سررشتہ تعلیم کے ڈسٹرکٹ انسپکٹرون کے ہاتہہ مین تہا - اور ان کے ماتحت محکمہ ڈاکخانہ کی طرف سے ایک اورسیر ہوتا تہا - ڈسٹرکٹ انسپکٹرون کو اپنی تنخواہ کے علاوہ محکمہ ڈاکخانہ کیطرف سے بھی کچھہ الونس ماہوار ملا کرتا تہا - بحالیکہ انکا کام نگرانی ڈاکخانجات بہت ہی کم تہا - اور وہ بھی عموماً وہ اورسیر جو انکو دیا جاتا تہا دیکہا کرتا تہا - یہ الونس اور فایدہ ڈسٹرکٹ انسپکٹرون کے لئے ایک عمدہ تحریک کا باعث تہا - کہ وہ ایسے ڈاکخانے کثرت کیساتہہ جاری کرائین یا کم از کم یہ کہ مدرسون کے ساتہہ ان کا تعلق ہو لیکن بعد مین محکمہ ڈاکخانہ نے اپنے فوائد کو ملحوظ رکھکر ڈسٹرکٹ انسپکٹرون سے اس نگرانی کو لیکیا اور اپنے انسپکٹر ہی ایسے ڈاکخانون کے دیکہنے کے واسطے بھی مجاز ٹھہرائے -

چنانچہ ابتک یہی عملدرآمد ہو رہا ہے - اور اب قابل غور یہ امر ہے کہ آیا یہ تجویز سرکار اور **پبلک کیلئے مفید ہے یا مضر ہے** ہماری رائے مین اس تجویز سے نہ سرکار کا فائدہ ہے اور نہ رعایا کا بلکہ دونون کے واسطے مضر ہے جس کے دلائل ہم ذیل مین پیش کرتے ہین -

اول مدرسین چونکہ سررشتہ تعلیم کے ملازم حقیقی ہوتے ہین وہ افسران ڈاکخانہ کی کوئی حقیقت ہی نہین سمجہتے بلکہ جب سے ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند نے یہ سرکلر جاری فرمایا ہے کہ انسپکٹر مدرسون مین جاکر نہ اترا کرین بعض مدرسون کو اور بھی دلیری اور جرأت ہوگئی ہے کہ وہ انسپکٹران ڈاکخانجات کی کوئی پرواہ نہ کرین - ایک تو پہلے ہی سے ان بیچارون کا یہ حال ہوتا ہے کہ جب وہ کسی ڈاکخانے کو دیکہنے جاوین تو کوئی گاؤن کا چوکیدار یا نمبردار پوچہتا بھی نہین کہ ان کو کسی چیز کی ضرورت ہے علاوہ ازین وہ ہر ایک چیز کی قیمت دیتے ہین لیکن پہر بھی برخلاف پولیس یا اور محکمے کے ادنےٰ چپڑاسیون تک کے مقابلہ مین بھی ان کی رسد رسانی اور ضروری امور مین مدد دینے کیلئے کوئی توجہ ہی نہیں کرتا کیوں؟ خود افسران ڈاکخانہ ان کی ایسی تحریرون پر اگر دورکرین توجہ کرنے کو طیار نہین - غرض مدرس ان کو اپنا افسر نہین سمجہتے - اور اس کی ایک وجہ اور بھی ہے یہ لوگ براہ راست کسی مدرس کو جو ڈاکخانہ بھی رکہتا ہے ڈاکخانہ کا قصور کرنیکی وجہ سے سزا نہین دیسکتے جسطرح وہ اپنے ماتحتون کو سزا دیسکتے ہین - اس بات نے ان لوگون کو بہت دلیر کر دیا ہے اور وہ کچھہ پرواہ نہین کرتے - ہمین ایک سپرنٹنڈنٹ بہادر سے ملنے کا اتفاق ہوا جو ایک مرتبہ کسی متعلقہ مدرسہ مین کسی تحقیقات کیلئے تشریف لے گئے تہے تو اثنائے گفتگو مین سپرنٹنڈنٹ صاحب نے فرمایا کہ ایک معاملہ کے متعلق جب مین نے اس سے پوچہا کہ تم نے مجہے کیون اطلاع نہین دی تو اس نے نہایت لاپروائی سے کہا کہ مین تو جانتا بھی نہین کہ ڈاکخانون کا سپرنٹنڈنٹ بھی کوئی ہوتا ہے؟ حالانکہ یہ ایک معمولی بات ہے لیکن اس مدرس نے یونہی کہدیا کہ مجہے علم ہی نہین اگر وہ سپرنٹنڈنٹ بہادر کو اپنا افسر سمجہتا تو کوئی وجہ نہ تہی کہ وہ اسطرح جواب دیتا - یہ اسکی شوخی تہی جو بات کو اسطرح ٹالدیا - مدرس اپنا افسر صرف سررشتہ تعلیم کے محکمہ کو سمجہتے ہین جس سے انکو مستقل تنخواہ ملتی ہے اور افسران ڈاکخانہ کو افسر نہین سمجہتے - اگر انسپکٹر صاحبان نیک نیتی کیساتہہ اس معاملہ مین اپنی رائے ظاہر کرین اور وہ کسرشان نہ سمجہین تو وہ صاف طور پر کہہ سکتے ہین کہ واقعی ایسا ہی ہوتا ہے -

دوم پبلک کو نقصان اسطرح ہوتا ہے کہ مدرس چٹہیات عموماً لڑکون کی معرفت تقسیم کرتے ہین جسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات چٹہیات گم ہو جاتی ہین اور یا یہ کہ دیر سے پہونچتی ہین - دیہاتی لوگ چونکہ شکایت کرنے کے عادی نہین ہوتے یا انکو علم نہین ہوتا اور اس کے علاوہ دیہاتی مدرس نمبرداران یا ذیلداران کے ساتہہ عموماً راہ و رسم رکہتے ہین اسلئے اگر کوئی شکایت کرنے پر آمادہ بھی ہو تو اسکو نمبردار کے ذریعہ درست کرا لیتے ہین اور اگر شکایت ہو بھی جائے تو بہر تفتیش پر اسکو غلط ثابت کرانے مین کامیاب ہو جاتے ہین - غرض پبلک کو اسطرح نقصان پہونچتا ہے - اور اس مین تو کوئی کلام ہی نہین ہوسکتا کہ وہ ڈاک کو اوقات تعلیم مین (بجز خاص صورتون کے جہان ڈاک اوقات تعلیم کے بعد آتی ہو) کہولتے اور روانہ کرتے ہین جس سے تعلیمی اوقات مین ہرج ہوتا ہے - پس ہم سررشتہ تعلیم کے لائق اور واجب العزت ڈائرکٹر صاحب بہادر سے بھی یہ التماس کرتے ہین کہ وہ مدرسون کو قطعاً ڈاکخانے دیئے جانے کی ہدایت کرین اور ایسا ہی ڈائرکٹر جنرل ڈاکخانجات ہند کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ وہ پبلک کے فایدہ اور سرکار کی غرض کو مدنظر رکہکر ایسے چہوٹے ڈاکخانے بجائے مدرسون کے دیگر دکانداروں یا اور لوگون کو جو اسکی اہلیت رکہتا ہو دین اور اگر وہ الونس مین تہوڑا سا اضافہ کرکے پانچ یا چہہ روپیہ ماہوار ہر ایک ایسے آفس کا الونس مقرر کر دیوین تو کم از کم مل بآسانی سکتے ہین ہم اس مضمون پر کسیقدر وضاحت سے روشنی ڈالنے کا ارادہ رکہتے ہین

امرتسر ڈویژن کا سپرنٹنڈنٹ

امرتسر ڈویژن کے سپرنٹنڈنٹ کے متعلق اس سے پہلے ایک مرتبہ ہم نے ظاہر کیا تہا کہ امرتسر ڈویژن کیحالت زار ہونے کی یہ وجہ ہے کہ عرصہ تک کوئی سپرنٹنڈنٹ یہان نہین آتا بلکہ جب اسکی واقفیت اس ڈویژن کے متعلق بڑہتی ہے اور وہ ان نقائص سے دور کرنیکیطرف توجہ کرتا ہے جو اس ڈویژن مین پیدا ہوئے ہین تو اسکو یہاں سے چلا جانا پڑتا ہے ہمارے اس نوٹ پر گذشتہ ایام مین توجہ کیگئی تہی اور خلیفہ فضل حسین صاحب موجودہ سپرنٹنڈنٹ کو جوان دنون لائلپور کیطرف جانیوالے تہے یہان ہی رہنے دیا گیا تہا - مگر اب ہمارے کانون مین یہ سرسراہٹ شروع ہوئی ہے کہ عنقریب خلیفہ صاحب اس عہدہ کا چارج کسی انگریز کو دیکر جانیوالے ہین ہمارا یہ کام نہین ہے کہ حکام کے تغیر و تبدل مین دخل دین بلکہ ایسی صورت پر ہم فایدہ پبلک و سرکار کی بنا پر عام خیالات کا اظہار کر سکتے ہین - گو ابہی تک ہم وثوق سے نہین کہسکتے کہ یہ افواہ کہانتک سچ ہے لیکن اگر اسکو صحیح مان لیا جاوے تو ہم اتنا عرض کرینگے کہ خلیفہ صاحب امرتسر ڈویژن کی اصلاح پر بہت توجہ کی ہے اور چونکہ وہ دیسی ہین اسلئے ہر ایک دیسی بلاتکلف انسے ملکر اپنا عرض حال کہسکتا ہے اور بوجہ مدرجی ترقی کے وہ کل کام سے بخوبی واقف ہین اور کلرکون اور پوسٹماسٹرون وغیرہ کی مشکلات سے پورے آگاہ ہین - امرتسر ڈویژن کی اصلاح کیلئے ضرورت اس امر کی ہے کہ جو شخص اس ڈویژن کے حالات سے پورا واقف اور آگاہ ہو اور حیلوان سازشون اور چالاکیون کا جو بعض اوقات اس ڈویژن مین ظہور پذیر ہوتی ہین انکا علم رکہتا ہو - سو یہ باتین خلیفہ صاحب کو حاصل ہین اور انہون نے اس ڈویژن کی درستگی کیطرف توجہ کی ہوئی ہے - ہم امید کرتے ہین کہ پوسٹماسٹر جنرل صاحب اس ڈویژن کی اصلاح کے خیال سے اور خلیفہ صاحب کی قابلیت کو ملحوظ رکہکر فی الحال اس ڈویژن مین انہیں رہنے دینگے تاکہ جو جو نقص ابہی باقی ہین اور جنکی طرف وہ توجہ کر رہے ہین دور ہو جائین - ہم کسی اگلے مضمون مین ان اصلاحون کی ایک تفصیل دینگے جو خلیفہ صاحب کے آنے سے ہوئی ہین - اور جو عرصہ سے چلی آتی تہین - خلیفہ صاحب کی قابلیت اور وسیع واقفیت کے متعلق ہمکو کچہہ کہنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ ابہی پچہلے امتحان مین آپ تمام ہندوستان بہر مین **اول** رہے ہین البتہ ہم یہ بھی چاہتے ہین کہ اونکے دفتر کے متعلق جو شکایات وقتاً فوقتاً سنی جاتی ہین اسپر انکی توجہ بکار ہے - اگرچہ اسوقت ان شکایتون مین بہت کچہہ کمی ہوگئی ہے کیونکہ خلیفہ صاحب اپنے ہاتہہ سے کام کرتے ہین - اور کلرکون پر کام کا انحصار نہین کرتے - اور ماتحتون کو شکایتون کا زیادہ موقعہ اسوقت ملتا ہے جبکہ سپرنٹنڈنٹ خود توجہ نہ کرے اور

مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی اینڈ سنز مالکان کارخانہ کی اہتمام سے چھپکر شائع ہوا